عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | ۲۴ تا ۳۰ رجمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رمئی ۲۰۱۲ء | شمارہ:۱۹

موجودہ حالات اور ہماری بداعمالیاں

دنیائے انسانیت پر

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

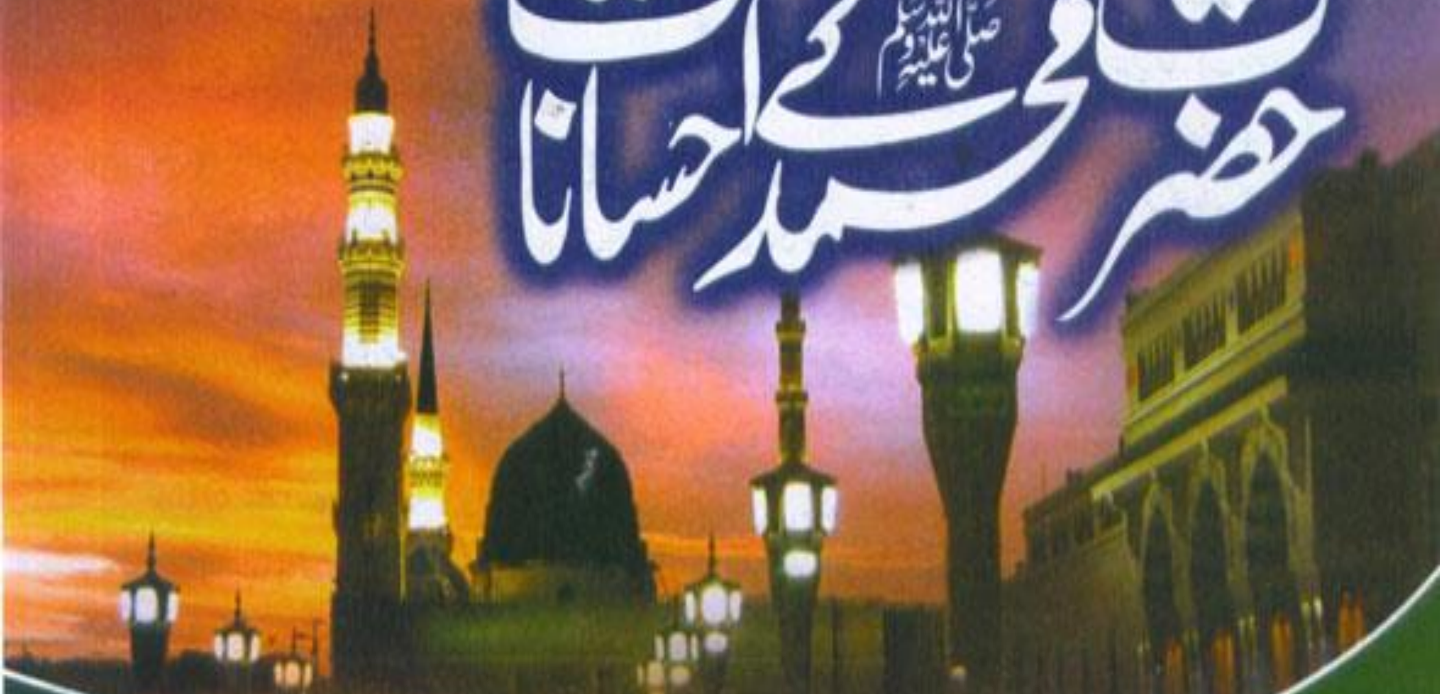

تنگ نظر کون ہے؟ مسلمان یا مغرب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.o
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

والدہ اپنی زندگی میں اپنے ملکیتی زیور جسے چاہیں دے سکتی ہے

س:..... ہم دو بھائی اور چار بہنیں ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے سب اپنے گھر میں صاحب استطاعت ہیں، میرے والد نے والدہ کو سونے کی چوڑیوں کے دو سیٹ بنوا کر دیے ہیں۔ ایک چوڑی کے سیٹ میں پانچ چوڑیاں ہیں اور دوسرے سیٹ میں چار چوڑیاں اور دو کڑے ہیں۔ یہ ملکیت والد کی ہوئی یا والدہ کی؟ چار بہنوں میں سے ایک بہن بے اولاد ہے، انہوں نے ایک دن کی بچی کو ایدھی سے لے کر پالا ہے، اب وہ بچی چودہ سال کی ہے، والد اور والدہ اپنی رضا، اپنی خوشی سے اس بچی کو چار چوڑیاں اور دو کڑے کا سیٹ اس کی شادی کے لئے دے رہے ہیں، کیا یہ ان کا فیصلہ ٹھیک ہے؟ یا اس کے حقدار ان کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں؟ ان چاروں بہنوں میں سے ایک بہن ملک سے باہر ہے، والدہ اس سے بہت محبت کرتی ہیں، اس لئے اپنی خوشی سے وہ پانچ چوڑیاں باہر والی بیٹی کو دینا چاہتی ہیں، کیا یہ ان کا فیصلہ ٹھیک ہے؟

ج:..... آپ کے والد نے چونکہ چوڑیاں آپ کی والدہ کو تحفہ کے طور پر بنا کر دی ہیں، اس لئے اب وہ ان کی ملکیت ہیں اور اپنی زندگی میں انہیں وہ جہاں چاہیں صرف کر سکتی ہیں۔ اس لئے اگر وہ اپنی لے پالک نواسی یا اپنی بیٹی کو دینا چاہیں تو دے سکتی ہیں، کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

مرحوم کی بیٹی کی کفالت کا ذمہ

محمد عبداللہ، کراچی

س:... قبل از مرگ متوفی کامران نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اب متوفی کے ورثاء میں اس کی بیٹی اور تین بھائی شامل ہیں۔ مرحوم کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا۔ نیز یہ کہ موجودہ حالات میں بچی کے سرپرست کا تعین اور پرورش کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

ج:... مرحوم کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو ۱۸ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ان میں سے ۹ حصے مرحوم کی بیٹی کے اور ۳ حصے مرحوم کی والدہ کے اور دو، دو حصے ہر ایک بھائی کو ملیں گے۔

چونکہ مرحوم نے اپنی زندگی میں ہی اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی، اس لئے وہ شرعاً وارث نہیں بنے گی، اور مرحوم کی بچی کے ولی اس کے چچا ہیں، وہی اس کی کفالت اور ولایت کے حق دار ہیں۔ واللہ اعلم۔

زندگی میں جائیداد وارثوں کو ہبہ کرنا

ابوفضالہ احمد، کراچی

س:..... ایک صاحب نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی جائیداد اپنے بیٹوں، بیٹیوں اور اہلیہ کو ہبہ کر دی اور شرعی گواہ بھی موجود تھے، ان کے والد نے بھی ہبہ کرنے کی کارروائی کو پسند کیا تھا، ہبہ رجسٹر نہ کیا تھا۔ جب مرحوم کا انتقال ہوا اس وقت مرحوم کے والد حیات تھے، لیکن دو ماہ بعد وہ بھی انتقال کر گئے، اب کیا وراثت کی تقسیم میں ہبہ ہی کو مانا جائے گا؟ کیا مرحوم کے بہن بھائی بھی حقدار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:..... جب مرحوم نے اپنی جائیداد اپنے بیٹوں، بیٹیوں اور بیوی کو ہبہ کر کے انہیں مالک بنا دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا تھا تو یہ ہبہ تام ہو جائے گا اور یہ جائیداد ان لوگوں کی ملکیت کہلائے گی اور ورثہ میں تقسیم نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کوئی ایسی جائیداد ہے جو ہبہ نہ کی ہو تو اس میں سے مرحوم کے والد کا چھٹا حصہ ہوگا۔ اس کے علاوہ مرحوم کے بہن بھائیوں کا اس کی وراثت میں کوئی حق نہیں ہے۔ صرف باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی مرحوم کی بیوہ اور اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مقلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۲۴ تا ۳۰/جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مئی ۲۰۱۲ء — شمارہ:۱۹

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا عطاء الرحمن شہید	۵	محمد اعجاز مصطفی
موجودہ خطرات اور ہماری بداعمالیاں	۷	شمس الحق ندوی
دنیائے انسانیت پر حضرت محمد ﷺ کے احسانات	۹	مولانا قیصر حسین
تنگ نظر کون! مسلمان یا مغرب؟	۱۲	محمد متین خالد
ختم نبوت کی حقیقت و اہمیت	۱۵	مفتی سعید احمد اکاڑوی
انسانی زندگی کی تشکیل میں سیرت نبوی کا حصہ (۲)	۱۷	مولانا محمد خالد ندوی
اسلام کا موثر ترین تعزیری نظام (۲)	۲۱	مولانا محمد اسجد قاسمی
ختم نبوت کانفرنس لاہور اور پھالیہ	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ختم نبوت کانفرنس دنیا پور	۲۵	مولانا محمد قاسم رحمانی
عقیدہ ختم نبوت کے چند پہلو!	۲۷	سیف الرحمن سیفی

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت کی معیشت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت مسروق تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا، اور فرمایا کہ: جب بھی سیر ہوکر کھانا کھاتی ہوں، اگر رونا چاہوں تو روسکتی ہوں۔ میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟ فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو خیرباد کہا، اللہ کی قسم! آپ نے کبھی دن میں دومرتبہ روٹی اور گوشت سے سیر ہوکر نہیں کھایا۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۵۸)

"حضرت اسود رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پے درپے دو دن جو کی روٹی بھی سیر ہوکر نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کو کبھی تین دن متواتر گیہوں کی روٹی بھی پیٹ بھر کر میسر نہیں آئی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

"حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ سے جو کی روٹی بھی بچ نہیں رہتی تھی (یعنی اتنی زیادہ نہ ہوتی تھی کہ سیر ہوکر اُٹھ جائیں اور کھانا بچ رہے)۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خالی پیٹ گزار دیتے تھے، اور آپ کے اہل خانہ کو رات کا کھانا میسر نہ آتا تھا، اور ان کے یہاں روٹی زیادہ تر جو کی ہوتی تھی۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو رزق بقدرِ کفایت دیجئے۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

قوت اتنی مقدار کو کہتے ہیں جس سے رُوح و بدن کا رشتہ قائم رہ سکے، اور بعض حضرات نے اس کی تفسیر قدرِ کفایت کے ساتھ فرمائی ہے، یعنی بس اتنا رزق ملے جو ان کی ضروریات کے لئے کافی ہوجائے۔ اس حدیث پاک سے ایک تو دُنیا کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق اور مزاج معلوم ہوجاتا ہے، عام طور سے لوگ اپنے متعلقین کے لئے فراخیٔ رزق کی دُعا کیا کرتے ہیں (اور کسی معصیت کے ارتکاب کے بغیر اگر یہ نصیب ہو تو مذموم بھی نہیں)، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زُہد اور دُنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں اپنے متعلقین کے لئے بقدرِ کفاف روزی کی درخواست کرتے ہیں (فداہ ابائنا و اُمّھاتنا و اَرواحنا صلی اللہ علیہ وسلم)۔ دُوسری بات اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوئی کہ اولیاء اللہ اور مقربانِ بارگاہ پر ابتدائی حالات میں روزی کی تنگی کا معاملہ جو اکثر مشاہدے میں آیا ہے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی پاک دُعا کا اثر ہے۔ بعد میں جب ان حضرات کے پاک قلوب سے دُنیا نکل جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ ان پر فراخی کردیتے ہیں، اس لئے حضرات کاملین کے آخری دور کی فراخی سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، بلکہ ان کے اوّل سلوک کے حالات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس حدیث میں اُمت کے ضعفاء و مساکین کے لئے بھی بڑی تسلی اور بشارت ہے، انہیں اپنے فقر و فاقہ اور ناداری و تنگ دستی سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ ایک اعتبار سے ان کی حالت لائق شکر ہے کہ جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کریم مولیٰ سے خود مانگ کر لیا تھا، ان کو اضطراری طور پر ہی سہی، مگر اس مانگی ہوئی نعمت سے کچھ حصہ تو مل گیا۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتے تھے۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ فتح خیبر کے بعد اُمہات المومنین رضوان اللہ علیہن کو ان کا نفقہ عطا فرمادیتے تھے، مگر خود اپنی معیشت توکل پر تھی، اس لئے جو آتا تھا اللہ کی راہ میں خرچ فرمادیتے تھے، اور اگلے دن کے لئے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتے تھے۔ جس شخص کو توکل کا یہ اعلیٰ درجہ نصیب نہ ہو اور اہل و عیال کے حقوق اس کے ذمے ہوں اس کو اس کی ہوس نہیں کرنی چاہئے کہ سب کچھ لٹا کر فارغ ہوجائے، ورنہ پریشان ہوگا۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چوکی پر کھانا رکھ کر نہیں کھایا، اور نہ آپ نے کبھی میدے کی چپاتی کھائی، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۵۹)

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

جامعہ علوم اسلامیہ کے ناظم تعلیمات

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حجازی تقویم کے اعتبار سے ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰ راپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ناظمِ تعلیمات واستاذ الحدیث، ماہنامہ بینات کی مجلسِ ادارت کے عظیم رکن، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصابی کمیٹی کے معزز رکن، جامع مسجد صالح صدر کے امام وخطیب، چالیس روزہ تعلیم وتربیت کورس کے موجد وبانی، ہزاروں علماء ومفتیانِ کرام کے مخلص وہمدرد استاذ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن اپنی ہمشیرہ اور مخلص وباوفا شاگرد مولانا محمد عرفان میمن سمیت طیارہ حادثہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوگئے۔ إناللّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إنّ للّٰہ ماأخذ ولہٗ ماأعطیٰ وکل شیء عندہ بأجل مسمًّی۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن واحد ادارہ اور یونیورسٹی ہے، جس کے اکابر، اساتذہ اور بزرگوں کی المناک اور کربناک شہادتوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ سابق رئیس جامعہ وشیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ، ان کے ہمراہ ڈرائیور طاہر شہیدؒ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، ان کے ہمراہ ڈرائیور عبدالرحمٰن شہیدؒ، جامعہ کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، جامعہ کے باوفا روحانی فرزند حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، جامعہ کی طیرشاخ کے استاذ حضرت مولانا سعید احمد اخوند شہیدؒ، ماہنامہ بینات کے مدیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نوراللہ مراقدہم۔ یہ سب وہ حضرات اور اکابر ہیں جو اپنی دینی وملی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے راہِ حق میں شہید ہوگئے۔ اس کی وجہ صرف یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس شخصیت یا جس ادارے کو جتنا بلند مقام عطا فرمانا چاہتے ہیں، اُسے اتنا ہی آزمائشوں اور مصائب وآلام کی بھٹی سے گزارتے ہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عن مصعب بن سعد عن أبیہ قال: قلت: یارسول اللّٰہ! أیُّ الناس أشدُّ بلاءً؟ قال: الأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل، یبتلی الرجل علیٰ حسب دینہ، فإن کان فی دینہ صلباً اشتد بلاءہٗ وإن کان في دینہ رقۃ ابتلی علی قدر دینہ، فمایبرح البلاء بالعبد حتی یترکہ یمشی علی الأرض وماعلیہ خطیئۃ.'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

ترجمہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی، پھر جو اُن سے قریب تر ہو، پھر جو اُن سے قریب تر ہو، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کے بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

اسی طرح سنن ترمذی کے اسی صفحہ پر ایک اور حدیث ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت فرماتے ہیں تو اسے مصائب وآلام سے آزماتے ہیں، پس جو شخص اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی رضا لکھ دیتے ہیں، یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوجاتے ہیں۔''

کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہماری جامعہ اور جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب رئیس مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، اساتذۂ

جامعہ اور طلبأ کے ساتھ بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت کا معاملہ ہے کہ ان چند سالوں میں انہیں اتنے سارے سانحات اور صدمات کو برداشت کرنا اور سہنا پڑا۔ کیونکہ ابھی تک گزشتہ شہداء کے زخم مندمل ہونے اور بھرنے نہ پائے تھے کہ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن نور اللہ مرقدہٗ کی شہادت اور جدائی کا گہرا زخم پوری جامعہ کو گھائل کر گیا۔

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ نے چھ اگست ۱۹۶۰ء میں مردان، بابوزئی کے مقام پر جناب مشفق الرحمٰن صاحب کے گھر میں آنکھ کھولی، آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم شیرگڑھ میں حاصل کی، میٹرک کرنے کے بعد ایشیاء کی عظیم یونیورسٹی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت مولانا محمد سواتیؒ اور مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ رحمہم اللہ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم اور دیگر وقت کے نابغۂ روزگار اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ۱۹۸۳ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کی، دو سال تخصص کرنے کے بعد اپنی مادر علمی میں تدریس پر فائز کیے گئے۔ حضرت شہیدؒ نے ابتدائی کتب سے دورہ حدیث تک تمام درجات میں اسباق پڑھائے، اس سال بھی دورہ حدیث میں صحیح مسلم کی تدریس آپ کے ذمہ تھی، آپ کا طریقہ تدریس بہت ہی عمدہ اور وجد آفریں ہوتا تھا، صحیح مسلم کا جب سبق پڑھاتے تو دارالحدیث کے علاوہ جامعہ بھی آپ کی آواز سے گونج رہا ہوتا۔

شہادت سے غالباً دو روز قبل دفتر اہتمام میں حضرت مولانا مفتی عاصم ذکی مدظلہ کے ساتھ آپ تشریف فرما تھے اور مجھے دیکھتے ہی فرمایا: مولوی صاحب! میں نے آپ کا اداریہ بنام "صریح نصوص کے بارے میں اجتہاد کی ضرورت کیوں؟" پڑھا ہے۔ آپ نے بہت اچھا لکھا ہے، اور پھر رسالہ لے کر حضرت مولانا مفتی محمد عاصم ذکی صاحب کو سنانے لگے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی خورد نوازی کی اعلیٰ مثال ہے۔ حضرت مولانا شہیدؒ دوسروں کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور اپنے آپ کو ہمیشہ اخفا کے پردہ میں چھپاتے تھے، اس پر ایک نہیں، کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی پہلی نماز جنازہ اسلام آباد میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی امامت میں ادا کی گئی اور دوسری نماز جنازہ آپ کے علاقہ بابوزئی مردان میں حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی، جس میں علماء، طلبہ، علاقہ کے معززین، دینی، مذہبی، سیاسی وسماجی جماعتوں کے راہنماؤں اور عوام الناس کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جامعہ سے نائب رئیس جامعہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری مدظلہ، استاذ حدیث حضرت مولانا امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد عاصم ذکی صاحب، حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب، حضرت مولانا محب اللہ صاحب، حضرت مولانا سعید عبدالرزاق صاحب، حضرت مولانا محمد عمران صاحب، حضرت مولانا عبدالغفار صاحب اور راقم الحروف کے علاوہ کئی اور اساتذہ (جن کے نام ابھی ذہن میں نہیں آ رہے، وہ) بھی بابوزئی مردان پہنچے اور آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ نے اپنے سوگواروں میں والدین، چار بیٹے، بیوہ، تین بھائی، تین ہمشیرہ اور ہزاروں شاگرد وعقیدت مند چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادے مولوی مسیح الرحمٰن عالم دین اور اپنے علاقہ بابوزئی میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے مولوی فصیح الرحمٰن جو دورہ حدیث میں وفاق المدارس کے امتحانات میں پورے پاکستان میں اول نمبر آئے، وہ اب جامعہ میں تخصص سال دوم میں ہیں اور چھوٹے دو بیٹے بھی باقاعدہ زیر تعلیم ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دل و دماغ بند ہے، قلم لکھنے کے لئے ساتھ نہیں دے رہا، آنکھیں ہیں کہ آپ کی جدائی میں ابھی تک پرنم ہیں، سمجھ نہیں آ رہا کہ لکھوں تو کیا لکھوں؟ اور کیسے لکھوں؟ اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

قارئین سے استدعا ہے کہ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ، مولانا محمد عرفان یمین شہیدؒ، ان کی ہمشیرہ اور اس سانحہ میں جملہ شہداء کے ایصال ثواب کے ساتھ ساتھ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس، نائب رئیس، جملہ اساتذہ، طلبہ اور آپ کے اعزہ و اقرباء کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو صبر جمیل سے نوازیں اور جامعہ کو علمی اور روحانی ترقیات سے مالا مال فرماتے رہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

موجودہ خطرات اور ہماری بدعملیاں

شمس الحق ندوی

ڈاکٹروں اور ماہرین امراض کو وبائی جراثیم کو مارنے والی دواؤں کو ایجاد کرنے میں تو کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے اور فائدہ پہنچاتے ہیں، لیکن پاپوں کے جراثیم مارنے والی دواؤں کو معلوم کرنے اور لوگوں کو ان سے بچنے اور دور رکھنے کی کوئی فکر نہیں کی، حالانکہ پاپوں کے جراثیم جسمانی بیماریوں سے کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں اور یہ جراثیم گھر سے لے کر محلہ و شہر سے بڑھ کر ملکی پیمانے پر تباہی و بربادی لاتے ہیں، یہ کوئی پہیلی نہیں ہے کہ جس کو سمجھانے کے لئے زیادہ تفصیل بیان کرنے کی ضرورت ہو، یہ اتنی عام اور آنکھوں کے سامنے ہے کہ بیان کی ضرورت نہیں، کیا یہ واقعہ نہیں کہ بہت سے ماں باپ کو اولاد کے ہاتھوں اور کرتوتوں کے سبب وہ ذلت و گھٹن اٹھانی پڑتی ہے کہ رونے کو آنسو نہیں ملتے، گھر سے نکل کر اعزہ واقربا کی باہمی کشمکش اور بغض و دشمنی، چین کی نیند نہیں سونے دیتی۔ گاؤں محلہ کی سطح پر دیکھئے تو ایک ناقابل بیان بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پائی جاتی ہے، جس کو لوگ مصنوعی اطمینان اور غرور و گھمنڈ کے پردہ میں چھپاتے ہیں اور اس کو ظاہر کرنے سے شرماتے ہیں، بے کل و بے چین ہیں، لیکن مصنوعی مسکراہٹ کے پردہ میں اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی نہ سمجھ میں آنے والے پاپوں کے جراثیم اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو جاتا ہے، یہ تو پاپوں کے وہ اثرات ہیں جن کو عام طور پر محسوس ہی نہیں کیا جاتا کہ یہ جراثیم کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔

یہی جراثیم بڑھ کر اقلیت واکثریت، قومیت اور وطنیت کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور مار دھاڑ کے ایسے بھیانک طوفان اٹھتے ہیں کہ یہ بھی ہوش نہیں رہتا کہ اس کے اثرات کہاں تک پہنچیں گے؟ یہ وہ وقت ہوتا ہے جہاں حکومت اور انتظامیہ کا پورا امتحان ہوتا ہے، اس وقت بجائے اس کے کہ اس طوفان کو روکا جائے، یہ دیکھا جاتا ہے کہ مرنے، کٹنے، لٹنے اور اجڑنے والے کس قوم و برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن معصوم بچوں کے گلے کٹ رہے ہیں، جن عورتوں، ماؤں اور بہنوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں، ان کا تعلق کس ذات برادری سے ہے؟ اس پیمانے سے ناپ کر مظلوموں کی آہ وکراہ سے کان بند کر لئے جاتے ہیں، بادل کی طرح اٹھتے ہوئے دھوؤں اور آگ کے شعلوں سے آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں اور بالکل خیال نہیں آتا کہ پاپوں کا یہ روگ ایسی ایسی صورتوں میں ظاہر ہوگا جو وہم وگمان اور تصور و خیال میں نہیں آسکتے، کچھ مہلت سہی، لیکن ظاہر ہو کے رہتا ہے، کبھی سیلاب اور آندھی اور طوفان کی شکل میں، کبھی سونامی اور زلزلہ کی شکل میں اور یہ وہ حالت ہوتی ہے، جہاں پولیس اور فوج اور تمام جدید ترقیاں ہتھیار ڈال دیتی ہیں، بلکہ خود اس کا شکار ہو جاتی ہیں۔

اس کائنات کو بنانے والے مالک نے پوری کائنات میں انسان کو سب سے اعلیٰ بنایا، اتنا کہ وہ اپنے سے طاقتور مخلوق کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے اور ایسے ایسے کارنامے انجام دیتا ہے اور اس میں برابر ترقی ہی کرتا جاتا ہے، جو تصور وخیال سے بالاتر ہوتے ہیں، یہ اس لئے کہ اس کو یہ کمال وعقل یہ کہہ کر مالک ہی نے عطا کیا ہے، فرمایا: ''وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا'' مگر کتنے افسوس وحیرت کی بات ہے کہ انسان اس کو مالک کی دین اور عطا سمجھنے کے بجائے اپنا ہی کمال سمجھ کر اپنے مالک کو بھول ہی نہیں جاتا، بلکہ اس کا انکار کرتا ہے۔

جس طرح مالک نے اپنے بندوں کو یہ علم دیا ہے اور اسی کے ساتھ جسمانی امراض کے جراثیم کو مارنے والی دواؤں کا علم دیا ہے، اسی طرح پاپوں کے جراثیم مارنے والا علم بھی انہیں میں سے اپنے خاص خاص بندوں کو دیا ہے کہ وہ عام انسانوں کو ان جراثیم سے بچنے والا علم سکھائیں، ان خاص بندوں کو نبی اور رسول کے نام سے موسوم کیا ہے، وہ آتے رہے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں یہ کام کرتے رہے ہیں، اگر لوگوں نے ان کی باتوں پر دھیان دیا تو پاپوں کے جراثیم سے بچے اور سکون کی زندگی گزاری اور نہیں مانا تو ان کی بات نہ ماننا ہی اتنا بڑا پاپ ہے کہ سب کو تباہ کر کے رکھ دیا، کسی کو سیلاب کی شکل میں اس طرح کہ اوپر سے بھی پانی برسا اور نیچے سے بھی پانی اُبلا اور پوری قوم ڈوب کر مر گئی، کسی پر اتنے زور کی آندھی آئی کہ بڑے ڈیل ڈول کے انسان درخت کے سوکھے پتوں کی طرح اُڑ اُڑ کر ایک دوسرے سے ٹکرائے اور مر کر ڈھیر ہو گئے جس کی تصویر کشی قرآن مجید نے اس

طرح کی ہے:

”کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ

فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَۃٍ۔“

کسی کو ایسی بھیانک چیخ اور آواز سے تباہ کیا کہ جس آواز سے کلیجے پھٹ گئے اور کسی بستی کو تو اٹھا کر پلٹ دیا گیا اور اوپر سے پتھر بھی برسے اور سب کے سب تباہ ہو کر رہ گئے۔ آخر میں پاپوں کے جراثیم سے بچانے والے اس گروہ کے امام اور نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کے آنے سے پاپوں کے جراثیم اس طرح مرے کہ چین وسکون کا دور دورہ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے انسانوں کے لئے یہ دعا مانگی:

”اے اللہ! ہماری امت پر وہ عمومی عذاب نہ لا، جو پچھلے نبیوں کی امت پر آچکے ہیں۔“

آپ کی امت عمومی عذاب سے تو محفوظ ہوگئی ہے، لیکن جیسا کہ انہوں نے پہلے بتادیا ہے کہ جب لوگ ان اعمال کو چھوڑ دیں گے جو پاپوں کے جراثیم سے بچاتے ہیں تو ان کو جگانے اور ہوشیار کرنے کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں اس طرح کے حالات پیدا ہوتے رہیں گے، جو دوسری قوموں پر گزرے ہیں کہ لوگ سنبھل جائیں، چنانچہ ہمارے اس دور میں ایسے کتنے واقعات ہورہے ہیں جو ہم کو جگاتے اور ہوشیار کرتے ہیں، لیکن اس پر غور نہیں کیا جاتا، ہم جسمانی بیماریوں اور ان کے جراثیم کے ماہر ڈاکٹروں کی باتوں پر تو یقین کرتے ہیں، لیکن پاپوں کے جراثیم سے بچانے والے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں پر دھیان نہیں دیتے، بلکہ انسانوں کی بڑی تعداد تو ان باتوں کا مذاق اڑاتی ہے، جس کا اثر اس شکل میں نظر آرہا ہے جس کو اوپر گھر سے لے کر قوم، قبیلہ اور ملک تک کی صورت حال میں بیان کیا گیا ہے۔

آج پوری دنیا جن خطرات میں گھری ہوئی ہے وہ پاپوں ہی کے جراثیم ہیں، جب تک یہ دور نہ ہوں گے، پوری انسانیت سب کچھ ہونے کے باوجود بے چین رہے گی، تفصیل کی ضرورت نہیں، روز مرہ کے اخبارات اور ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع ابلاغ اس کی تصویر پیش کرتے رہتے ہیں۔

کاش! ہماری آنکھیں کھلتیں اور ہم پاپوں کے جراثیم ختم کرنے والی راہ اپناتے اور اس طبیب ودانا کی باتوں پر غور کرتے جو انسانیت کے دور میں اتنا بے چین تھا کہ اس عالم فانی سے کوچ کے وقت بھی جو سخت وقت ہوتا ہے، اس کو نہ بھولا اور ”رب! امتی، امتی“... میرے مالک! میری امت پر رحم کر... کہتا ہوا رخصت ہوا۔ ☆☆

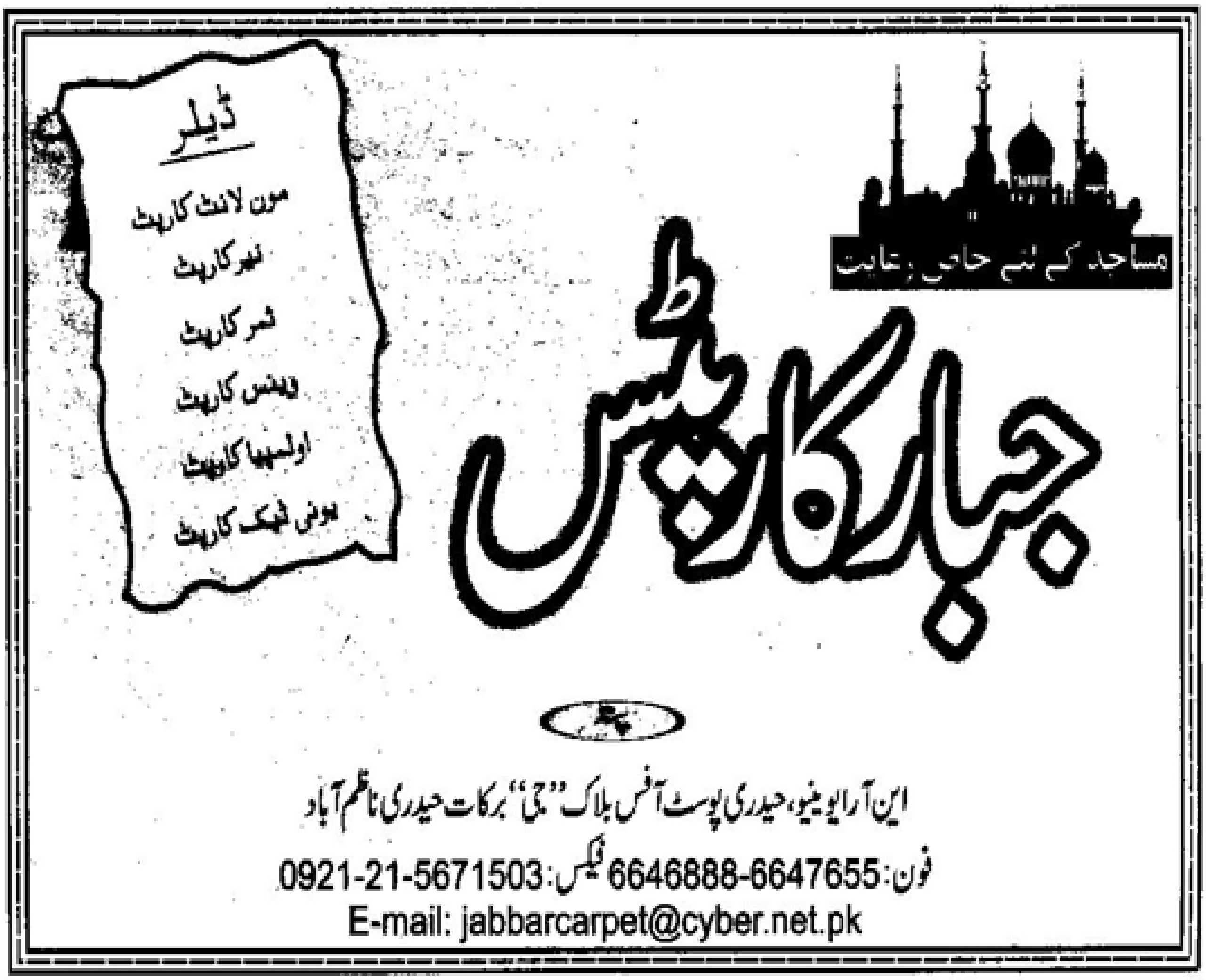

دنیائے انسانیت پر حضرت محمد ﷺ کے احسانات

مولانا قیصر حسین ندوی

دنیا میں بے شمار ایسی عظیم شخصیتیں گزری ہیں جن کی قدرومنزلت، رفعت وعظمت، شان و شوکت، اہمیت و قیمت اور جاہ وجلال وقت گزرنے اور لوگوں کے ان کے افعال واعمال سے صحیح واقفیت اور اپنی دور کے میزان میں ان کو وزن کرنے کے بعد خاک میں مل گئی یا کم ہوگئی، لیکن محسن انسانیت، دانائے سبل، ختم رسل، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ، عزت وشرف اور عظمت و رفعت میں ذرہ برابر کوئی فرق یا کمی نہیں آئی خواہ زمانہ جتنا بدل گیا ہو بلکہ زمانہ نے اور نئے اخلاق و معیار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور عزت وشرف میں اضافہ ہی کیا، گھٹایا نہیں۔

دشمنان اسلام نے مختلف زبانوں میں، مختلف طریقوں سے افترا پردازیوں اور الزام تراشیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی انتھک کوششیں کیں، لیکن انہوں نے خود اپنا نقصان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہیں پہنچا سکے، خود حق و انصاف کی لذت سے محروم ہوگئے، لیکن حق اپنی جگہ باقی رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت کے گوشے بے شمار، سرفرازی و بلندی کے مظاہر بے حساب ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ دلکش اور دلآویز آپ کا اصلاحی ودعوتی کارنامہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فضا میں آنکھیں کھولیں اس میں انسانیت کا دم گھٹ رہا تھا، ماحول شرک وبت پرستی، انارکی وبداخلاقی، بربریت وسفاکی، ظلم وزیادتی اور بے حیائی سے متعفن تھا، اجتماعی حالت مایوسی کا شکار اور ناامیدی سے دوچار تھی، انسانیت چیخ رہی تھی، بلبلا رہی تھی، سسک رہی تھی اور فریاد رس تھی، ایسی صورت حال میں رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور کوہ فاران سے آفتاب عدل وانصاف، اخوت ومساوات، ہمدردی و بھائی چارہ اور رشد وہدایت طلوع ہوتا ہے اور اپنی ضیاپاش کرنوں سے دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے کو روشن ومنور کرتا چلا جاتا ہے، ظلم وزیادتی، جوروستم کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور عدل وانصاف، امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی تعلیمات وحکیمانہ تربیت کے ذریعہ شر کو خیر سے، بے قراری وبے چینی کو امن وامان سے، فساد و بگاڑ کو صلاح وتقویٰ سے بدل دیتے ہیں۔

عربوں نے اپنے آپ کو شمس وقمر، شجر وحجر اور خود ساختہ معبودوں کے حوالہ کردیا تھا، اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر جو صرف ایک خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا، اس میں تین سو سے زائد بت رکھے ہوئے تھے، اللہ کے علاوہ جن کی پوجا ہوتی تھی، پھر یہودیت ونصرانیت اپنی روح کھو چکی تھی اور مختلف گروہوں و جماعتوں میں بٹ چکی تھی، ان کی بنیادی واساسی تعلیم میں بہت سی بدعات وخرافات داخل ہوچکی تھیں، ملت حنفی کے پیروکاروں کی آواز پست اور کمزور پڑ چکی تھی، وہ بھی یہودیت ونصرانیت کی طرح عربوں کی زندگی، ان کی سوچ وفکر میں تبدیلی لانے سے عاجز وقاصر تھے۔

عربوں کی پوری زندگی لوٹ کھسوٹ، قتل و غارتگری، ڈاکازنی ورہزنی اور جوا وشراب میں گزر رہی تھی، ہر قبیلہ کو اپنے پڑوسی قبیلے سے بغض ونفرت اور حسد وعداوت تھی، ہر ایک دوسرے سے ہمہ وقت دست وگریباں اور برسرپیکار جنگ تھا، ایک جاہلی شاعر نے کہا ہے:

واھیانا علی بکر اخینا

اذا مالم نجد الا اخانا

یعنی ہم لڑنے کے لئے کسی اور کو نہیں پاتے ہیں تو کبھی کبھی اپنے بھائی قبیلہ بکر پر حملہ کردیتے ہیں۔

زندگی کا امن وامان ختم اور جان و مال کی حفاظت وگرانی دنیا سے ختم ہوگئی تھی، نہ وہ امت کا کوئی معنی سمجھتے تھے اور نہ سیاسی ومدنی زندگی کا کوئی مفہوم اور نہ کسی علم وفن سے آشنا تھے، اگر یہ کہا جائے کہ کسی نبی نے اپنی امت میں اتنا فساد وبگاڑ کا سامنا نہ کیا جتنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا جائے کہ کسی کو اپنی قوم کی اصلاح میں اتنی کامیابی نہ ملی جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی، تو بے جا نہ ہوگا۔

تئیس سال کی مختصر مدت میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے تمام انتشار وخلفشار، بداخلاقی وانارکی اور شر وفساد کو مٹادیا، بلکہ انسانیت کی روح کو جگادیا اور تمام قبائل کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور بتوں کو عام پتھروں کے مساوی قرار دے کر تحت الثریٰ میں پہنچادیا اور ان کی عبادتوں کو معبودِ حق کی عبادت کی طرف پھیر دیا، اس رب کائنات کی طرف: ''جو تن تنہا اور بے نیاز ہے، نہ کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک وساجھی ہے۔''

شمس وقمر، شجر وحجر کے پجاری عربوں کو اتنا بلند کردیا کہ وہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ گئے اور دنیا کے ساز وسامان اور مال ومتاع کو نصرت حق کے راستہ میں معمولی و ہیچ سمجھنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی نصف آبادی (عورت) کو کمزور، بے سہارا، بے یار ومددگار پایا تو اسے مضبوط وطاقتور بنادیا، اس کا حق اس کو لٹادیا، عبادات، معاملات اور سماجی حقوق میں مرد کے مساوی کردیا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف آخر کی ترقی مکمل کی اور اسے نئی آزادی کے نتیجہ میں نئی نسل کی اصلاح پر زیادہ قادر بنادیا۔

عورتوں اور مردوں نے نئی اسلامی تعلیمات کو اپنالیا اور اس کی طرف سے دفاع کرنے لگے، اس کی نشر واشاعت اور اس کے لئے جان ومال کی قربانی کو اپنی ذمہ داری سمجھنے لگے، دین کے لئے سرگرم ہوگئے لیکن یہودی علماء کی طرح نہیں، کیونکہ انہوں نے دین کے لئے اپنی دنیا کو ترک کردیا، لیکن ان کو ان کے دین کے اخلاص نے ان کو دنیا سنوارنے سے نہیں روکا، وہ دیندار بھی تھے اور اپنے دنیاوی حصہ کو بھی نہیں بھولتے تھے، تجارت کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے، صاحب مال تھے، زکوٰۃ ادا کرتے تھے، وہ دنیا کے لئے اس طرح کام کرتے تھے، جیسے وہ کبھی مریں گے ہی نہیں اور آخرت کے کے لئے اس طرح کام کرتے تھے جیسا کہ وہ کل ہی مرجائیں گے، وہ دین ودنیا دونوں میں چوٹی تک پہنچے ہوئے تھے، مادی دنیا میں انہوں نے روم و فارس سے جنگ کی تو ان پر غالب آگئے اور تخت و تاج کو تاراج کردیا اور روحانیت کی دنیا میں بھی وہ دوسری قوموں سے سبقت لے گئے، لہٰذا یہاں نہ کسی بت، نہ تصویر اور نہ ہی کسی جاندار کی عبادت ہے اور نہ ہی خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

اگر اصلاحی کام کرنے والوں کو اپنی تعلیم و دعوت پر فخر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام پر فخر کا حق ہے، فخر کے لئے صرف منصوبہ بنالینا کافی نہیں، بلکہ صحیح اور قابل قدر فخر تو منصوبہ کے نفاذ اور نفاذ کی کامیابی میں ہے ورنہ ہر انسان جو عام سطح سے بلند ہے، اس دنیا سے بہتر دنیا کا خواب دیکھ سکتا ہے اور اس خواب وخیال کی دنیا کی دلچسپ، انوکھی، پرکشش ودلکش اور دل آویز تصویریں بناسکتا ہے۔

لیکن صحیح معلم حال ومستقبل کے مناسب منصوبہ بناتا ہے، ان تمام کے نفاذ کے لئے اچھے اسلوب اور طریقے اپناتا ہے پھر ان تمام کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سارے مصلحین سے کامل وامتیازی مہارت کا ثبوت پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور وفکر میں انتھک کوشش کی، بحث وتحقیق میں اپنے آپ کو تھکایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غارِ حراء کی تنہائی وگوشہ نشینی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غور وفکر ہی کا ایک ذریعہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دنیا کی بدحال عرب و غیر عرب سب کی بد اعتقادی، اجتماعی حالت کی ابتری ہی کے بارے میں غور وفکر کرتے تھے، جن کو انہوں نے جزیرۂ عرب اور شام میں دیکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فساد وبگاڑ کے بارے میں غور نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ تو بالکل واضح تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوچتے تھے کہ حق کیا ہے اور کہاں ہے؟ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غور وفکر کا زمانہ تھا اور یہی اس کی نوعیت تھی، پھر آپ کامیاب ہوجاتے ہیں اور وحی کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا اعلان تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست طاقت وقوت اور تائید وتوفیق حاصل ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کی دعوت دیتے ہیں، اس سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرتے، دعوت و تبلیغ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی تکلیف تو ہوتی ہے، لیکن روحانی تکلیف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مارے جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس دعوتی وتبلیغی مشن سے ذرہ برابر مایوسی و ناامیدی کا شکار نہیں ہوتے ہیں، طائف میں ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں تو قبیلہ اوس وخزرج کا رخ کرتے ہیں، بالآخر کامیابی وکامرانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے تمام تقاضوں میں نڈر، بے خوف اور بہادر ہوتے ہیں، مسلسل حوادث سے دوچار اور مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہوتے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی اور نہ اطمینان قلب پر اثر پڑتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل، خاندان اور اقربا بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، غزوۂ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناکامی وشکست کے آثار ظاہر

ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانت شہید ہوجاتے ہیں، چہرۂ انور زخمی ہوجاتا ہے، لب مبارک لہولہان ہوجاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار اقدس سے خون بہنے لگتا ہے، مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھراُدھر منتشر ہوجاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے و چہیتے چچا شہید ہوجاتے ہیں، ایسے نازک و مایوس کن اور دشوار ترین حالات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی، ایمان و یقین پر کوئی اثر نہیں پڑتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقع و امید پر مایوسی و قنوطیت کا سایہ ہی نہیں پڑتا، بلکہ ان سارے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ پیشانی، زندہ دلی، جوانمردی اور دلیری کے ساتھ نبرد آزما رہتے ہیں۔

جب فتح مکہ ہوتا ہے اور سارے مجرمین سر جھکائے صحن کعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خون کا تذکرہ نہیں کرتے ہیں اور دشمنوں سے اپنے عزیز ترین چچا، مخلص و وفادار جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ وحشیانہ و ظالمانہ سلوک کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ان کے ساتھ ان کے جنگ و جدال کا تذکرہ کرتے ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنی دعوت کا ذکر کرتے ہیں، دعوت کی انجام دہی تک پہنچنے والے بہترین راستوں کا ذکر فرماتے ہیں، دعوت کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے والے اعمال و افعال کا ذکر فرماتے ہیں، جب مکہ فتح ہوجاتا ہے، وہ اعلان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”جاء الحق وزھق الباطل۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ سے عداوت، دشمنی اور نفرت کا اظہار نہیں فرماتے ہیں، نہ انہیں اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ عفو و درگزر کے ذریعہ انہیں اپنا بنا لیتے ہیں اور اپنی دعوت و اصلاح کے لئے خاص کر لیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سوال ہوتا ہے، قریش! بتاؤ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ جواب ملتا ہے: محمد! تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے، ارشاد ہوتا ہے، آج میں وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے ظالم بھائیوں سے کہا تھا: ”لاتثریب علیکم الیوم“... آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں... ”اذھبوا فانتم الطلقاء“... جاؤ تم سب آزاد ہو....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات دائمی اور سرمدی ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہیں، انسانی تمام قوانین، جوانی، بڑھاپا اور موت وغیرہ کے تابع ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی دائمی و سرمدی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ عام انسانی تعلیمات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں صرف عربوں یا رومیوں اور اپنے زمانہ کے لوگوں کا خیال نہیں رکھا، بلکہ ایک عام انسان کا انسان کی حیثیت سے لحاظ کیا، لہٰذا جب تک انسان باقی ہے وہ باقی رہیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں کسی امیر و غریب، غنی و فقیر، عربی و غیر عربی، حاکم و محکوم، آقا و غلام اور کالے و گورے میں کوئی فرق و امتیاز نہیں کیا، نہ ان میں کوئی نسلی نعرہ ہے، نہ وطنی نغمہ، لیکن ان میں انسان انسان کا، کالا گورے کا، مرد عورت کا، فقیر غنی کا، حاکم رعایا کا، آقا غلام کا بھائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیغام اور سارے اقوال کا ایک ہی مقصد ہے کہ انسان اس دنیا سے گوشہ نشینی کے ذریعہ راہ فرار اختیار نہ کرے، بلکہ وہ شر کے خاتمہ اور خیر کے عام کرنے کا موثر ذریعہ اور فعال قوت ہو، بنی نوع انسان کے ساتھ پورے طور پر ہم آہنگ ہو، عدل و انصاف کا قائم کرنے والا ہو، دنیا اور دنیا والوں کی خیر اور فلاح کے لئے جی رہا ہو، جغرافیائی اور مصنوعی حدود توڑ دیئے جائیں، نسلی فرق و امتیاز کا خاتمہ کردیا جائے، دنیا میں عادلانہ و منصفانہ اصول و قوانین کا دور دورہ ہو، صحیح تعلیم عام ہو، ایسے درست عقائد ہوں جن کی بنیاد انسانیت کی خیر پر ہو، یہ اگرچہ ملکوں، زمانوں اور ماحول کے اختلاف کے حساب سے جزئیات میں مختلف ہوں، لیکن ان اصول میں جو مخلوق کو خالق سے، انسان کو انسان سے ملانے، جو عقل و فکر اور احساس و جذبات کے تابع ہونے میں مکمل طور پر جڑے ہوں، خرافات و گمراہیوں سے پاک ہوں، آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ان تعلیمات کا کون سا حصہ انسان کے باقی رہنے تک دائم نہیں رہے گا؟ اس کے کس جزو کی قیمت انسان کی قیمت بلند ہونے سے بلند نہیں ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام، ان کے پیغام اور ان کی اصلاح پر ایمان رکھتے تھے، اپنے تمام متبعین کو ان پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے اور ان کو سکھاتے تھے کہ حق ہر زمانہ میں ایک ہی رہا ہے، ہر نبی نے اسی کی دعوت دی ہے، یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں کی دعوت دے رہے ہیں، انہیں کی طرح رسول ہیں، ان کی تعلیمات میں جو خرابیاں آگئیں، ان کے متبعین نے جو ان میں فساد و بگاڑ شامل کردیا ہے، ان سے ان کو پاک و صاف کرنے کے لئے آئے ہیں، پوری انسانیت کی طرف بھیجے گئے ہیں، پوری دنیا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

☆...☆...☆

تنگ نظر کون...... مسلمان یا مغرب؟

محمد متین خالد

صاحبانِ علم و دانش کا کہنا ہے کہ مغرب دین اسلام کے حوالے سے احساسِ کمتری اور خوف کا شکار ہے۔ اپنی عالمگیر سچائیوں کی بدولت دین اسلام مغرب کے ہر گھر پر ہی نہیں ہر در دل پر بھی دستک دے رہا ہے اور خوشبو کی طرح پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اپنے دفاع کے لئے مغرب کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اب ان کے تھنک ٹینکوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسلام کی ہر دلیل کا جواب گالی سے دیں گے۔ یورپی اخبارات و رسائل میں گاہے بگاہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شائع ہونے والے گستاخانہ مضامین اور خاکے اسی ناپاک منصوبے کا حصہ ہیں۔ ان بزرجمہروں کو معلوم نہیں کہ اس سے شانِ رسالت مآب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس کے برعکس ان کا اپنا ہی خبث باطن دوسروں کے سامنے آشکار ہو جاتا ہے۔ ایسی گھٹیا اور مذموم حرکتیں دین اسلام کا راستہ نہیں روک سکتیں، بلکہ یہ اپنی آفاقی سچائیوں کے سبب تیزی سے بلندی کی منازل طے کر رہا ہے۔

کئی سال پیشتر ملعون پادریوں کے ایک گروہ نے قرآن مجید کے خلاف بنائی جانے والی دل آزار فلم ''فتنہ'' انٹرنیٹ پر ریلیز کی، جس میں کتاب مقدس قرآن مجید کی تضحیک اور اس کی پاک تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے دہشت گردی کا منبع قرار دیا گیا تھا۔ پادریوں کی اس ناپاک جسارت سے ہر مسلمان خون کے آنسو روتا رہا۔ قدرت کا کمال دیکھئے کہ اس فلم کے ریلیز ہونے سے اب تک تقریباً ۱۲۰۰ کے قریب عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس فلم کو دیکھنے کے بعد قرآن مجید کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ فلم ''فتنہ'' میں پیش کی جانے والی تمام باتیں نہ صرف غلط بلکہ اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے خلاف انتہا پسندی کا شور مچانے اور نعرے لگانے والے عیسائی رہنما خود سب سے بڑے انتہا پسند ہیں۔ یورپ اور امریکا میں مسلمانوں سے جو امتیازی سلوک ہو رہا ہے، وہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں۔ محمد اور احمد نامو‌ں کے حامل مسلمانوں پر ویزا اور ملازمت کی پابندی لگانا، نئے نئے سخت امیگریشن قوانین بنانا اسکیننگ کے ذریعے مسلمان خواتین و مردوں کی تلاشی لینا۔ انٹرنیٹ پر ''الفرقان'' کے نام سے جعلی قرآن مجید پیش کرنا کس ذہنیت کی غمازی کرتا ہے؟ کیا یہ سب انتہا پسندی اور دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتا؟

انتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے مغرب کے اپنے پیمانے اور معیارات ہیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے نہایت متعصبانہ رویہ رکھتا ہے، مثلاً جب ایک یہودی لمبی داڑھی رکھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کے مذہب کا حصہ ہے، لیکن ایک باریش مسلمان کو انتہا پسند اور دہشت گرد گردانا جاتا ہے۔ ایک عیسائی راہبہ (نن) جب اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپتی ہے تو کہا جاتا ہے اس نے اپنے آپ کو ''خداوند'' کے لئے وقف کر دیا ہے، لیکن جب ایک مسلمان خاتون اسکارف لیتی ہے تو مغرب اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ عیسائی مرد و عورت اگر صلیب (کراس) کا نشان گلے میں ڈال کر سرعام پھریں یا سینے پر کراس بنانے کے لئے انگلیاں گھمائیں تو اسے ناروا نہیں سمجھا جاتا، لیکن ایک مسلمان کو دینی وشرعی صورت اور اعمال پر مطعون کیا جاتا ہے۔ چرچ کی عمارت پر گھنٹیاں بجیں تو درست ہیں، مگر مسجد سے اذانوں کی آوازیں بلند کی جائیں تو اسے سماعت پر بوجھ اور نیند کش کہا جاتا ہے۔ جب مغربی عورت ملازمت کرنے کی بجائے اپنے خاوند اور بچوں کی خاطر ایک گھریلو عورت کا کردار ادا کرتی ہے تو پورا معاشرہ اس کی تحسین کرتا ہے کہ اس نے اپنے گھر کے لئے خارجی زندگی کی قربانی دی ہے مگر جب ایک مسلمان عورت ایسا کرتی ہے تو اس پر زبردست تنقید ہوتی ہے کہ اسے گھٹن کے ماحول سے باہر نکلنا چاہئے، کیونکہ اسے آزادی کی ضرورت ہے۔

مغرب میں نوجوان لڑکی کو مکمل آزادی اور حقوق حاصل ہیں کہ وہ یونیورسٹی یا کالج میں اپنی مرضی کا لباس پہنے، چہرے اور بازوؤں پر نقش و نگار بنوائے لیکن جب ایک مسلمان لڑکی حجاب پہن کر کالج جاتی ہے تو اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ مغرب میں جب ایک بچہ کسی خاص موضوع کے لئے خود کو مخصوص کر دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کی ذہانت اور (Potential) کا ثبوت ہے لیکن جب ایک مسلمان

بچہ خودکو اسلام کے لئے وقف کردیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنا مستقبل تباہ کرلیا، جب ایک یہودی کسی کو قتل کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل قرار دیا جاتا ہے، اس کے برعکس جب ایک مسلمان اپنے دفاع میں کسی کو قتل کردیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر ایسا کیا۔ جب کوئی یہودی کسی کی خاطر خودکو تیاگ دیتا ہے تو ہر شخص اس کے کردار کی تعریف کرتا ہے لیکن جب کوئی فلسطینی مسلمان اسرائیلی فوج سے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے ایسا کرتا ہے تو اس کے بھائیوں کے بازو توڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی والدہ کی عزت لوٹ لی جاتی ہے، اس کے گھر کو تباہ کردیا جاتا ہے اور اسے دہشت گرد قرار دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تارچر سیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود مغرب کو یہ زعم ہے کہ وہ انتہائی تہذیب یافتہ اور رواداری کا عالمی چیمپئن ہے۔ اس دو غلے اور دوہرے معیار اور سلوک کی نہ جانے کتنی مثالیں ہیں جو ان مغربی ملکوں میں نمایاں نظر آتی ہیں جو انسانی آزادی، انسانی حقوق اور آزادی اظہار کے علم بردار کہلاتے ہی نہیں، دعویدار بھی بنتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مغرب گستاخی رسول کو آزادیٔ اظہار سے تعبیر کرتا ہے لیکن اس کے ہاں کسی شخص کو یہ جرأت نہیں کہ وہ ہولوکاسٹ پر ایک لفظ بھی ادا کرسکے۔ ہولوکاسٹ کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ پروپیگنڈا کیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے دور اقتدار میں پولینڈ کے شہر شوز میں بنائے گئے گیس چیمبروں میں تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ اس بنیاد پر یہودیوں نے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں ایک الگ ملک دیا جائے۔ اس پروپیگنڈے کے نتیجے میں عالم اسلام کے سینے میں خنجر گھونپ کر ان کو اسرائیل کی ریاست الاٹ کردی گئی، بعد میں تحقیق ہوئی تو یہودیوں کا دعویٰ سراسر جھوٹا نکلا، تب یہودیوں نے ایک قانون بنوادیا کہ ہولوکاسٹ کی مبینہ صداقت کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص ہولوکاسٹ کے جھوٹ پر تحقیق کرے گا، وہ گردن زدنی ہوگا، چند سال پیشتر معروف تاریخ دان ڈیوڈ اروِنگ (David John Cawdell Irving) کو آسٹریا کی عدالت نے محض اس لئے تین سال کی سزا سنا ڈالی کہ اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ ہولوکاسٹ میں یہودیوں کے قتل کی تعداد اتنی نہیں جتنی مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ امریکا میں ہٹلر کا نشان (Swastika) شائع یا کسی جگہ پینٹ کرنا بھی صریح جرم ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مغرب کی آزادیٔ اظہار کہاں چلی جاتی ہے؟

چند ماہ پیشتر امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک چرچ میں ملعون امریکی پادری ٹیری جونز اور اس کے ساتھی پادری وائن ساپ نے ۳۰ آدمیوں کی موجودگی میں قرآن کریم کی بے حرمتی کی اور اسے نذر آتش کردیا، اس خبیث، بدفطرت اور مخبوط الحواس پادری نے گیارہ ستمبر ۲۰۱۰ء کو بھی قرآن کریم نذر آتش کرنے کا اعلان کیا تھا، اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور امریکا، کینیڈا، فرانس اور جرمنی کی حکومتوں نے بھی ٹیری جونز کے اس اعلان کی مذمت کی، جس کے بعد اس پادری نے چپ سادھ لی، پھر ۲۱ رمارچ ۲۰۱۱ء کو اس نے اپنے ناپاک منصوبے پر عمل کرتے ہوئے نعوذ باللہ قرآن کریم کو نذر آتش کردیا۔

قرآن پاک کی شہادت کا انکشاف فرانسیسی خبر رساں ادارے نے اپنی رپورٹ میں کیا، جس کے بعد یہ خبر درجنوں آن لائن اخبارات اور بالخصوص عرب ویب سائٹوں پر شائع ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق فلوریڈا کے قصبے گینس ویل میں اتوار کو ملعون پادری ٹیری جونز نے قرآن پاک کی شان میں گستاخی کے لئے ایک خود ساختہ بر خود غلط عدالت لگائی۔ خبر رساں ادارے کے مطابق چرچ میں قرآن پاک کے خلاف "مقدمہ" چلایا گیا۔ ملعون ٹیری جونز نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو (نعوذ باللہ) دہشت گردی اور دیگر جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس کے بعد "جیوری" نے آٹھ منٹ تک "غور وخوض" کیا اور پھر "سزا" سنائی۔ اس دوران قرآن پاک کو ایک گھنٹے تک مٹی کے تیل میں ڈبوئے رکھا گیا۔ ملعون پادریوں نے شیطانی عدالتی کارروائی کے بعد اللہ کی کتاب کو نکال کر سٹیل کی ایک ٹرے میں چرچ کے عین درمیان رکھا۔ ملعون ٹیری جونز کی نگرانی میں دوسرے وحشی دیوالیے پادری وائن ساپ نے قرآن پاک کے نسخے کو آگ لگادی، اس موقع پر چند لوگوں نے جلتے قرآن مجید کے نسخے کے ہمراہ فوٹو بھی بنوائے۔

اطلاعات کے مطابق چرچ میں ۳۰ کے

ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

قریب لوگ موجود تھے، جن میں ایک خاتون سمیت اسلام سے مرتد ہونے والے بدبخت بھی شامل تھے۔ ملعون ٹیری جونز کا کہنا تھا کہ میں نے ستمبر میں مسلمانوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ اپنی کتاب کی حفاظت کرلیں اور اس کا دفاع کریں، لیکن مجھے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ حقیقی سزا دیئے بغیر حقیقی ٹرائل نہیں ہوسکتا، اس لئے میں نے قرآن کو (نعوذ باللہ) سزا دے دی، مبصرین کے مطابق اس مجرمانہ فعل کے بعد امریکا میں اسلام مخالف انتہا پسندوں کی حوصلہ افزائی ہوئی، کیونکہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کی دفعات کو اقلیت کے خلاف قرار دینے والے امریکا نے اپنے ملک کی مسلم اقلیت کے خلاف امتیازی سلوک کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔

ملعون امریکی عیسائی پادری اسلام، قرآن، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی دشمنی میں ایسے اندھے اور پاگل ہوچکے ہیں کہ ان کے دل ودماغ اور فکر ونظر سے صحیح اور غلط، حق اور باطل میں امتیاز مفقود اور رخصت ہوچکا ہے۔ قرآن کریم نے تو حضرت بی بی مریم علیہا السلام کی پاک دامنی کی گواہی دی، یہودیت کی طرف سے حضرت مریم علیہا السلام پر لگائے جانے والے الزامات اور بہتانوں کا دفاع کیا، ان کو صدیقہ کے لقب سے نوازا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مکمل تفصیل ذکر کرکے دنیائے عیسائیت پر عظیم احسان کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی عفت، پاک دامنی اور پاکیزگی کی صفائی اور گواہی نہ دیتا تو عیسائی دنیا قیامت تک یہودیوں کے پروپیگنڈے کے سامنے شرمندگی سے سر نہ اٹھا سکتی تھی اور نہ ہی ان کے اتہامات اور الزامات کا دفاع کرسکتی تھی، لیکن قرآن کریم نے نہ صرف یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولوالعزم اور برگزیدہ نبی ہونے کی تصدیق کی، بلکہ یہودیوں کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر لگائے جانے والے تمام اتہامات اور الزامات کا منہ توڑ جواب بھی دیا، لیکن یہ نام نہاد پادری پھر بھی اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

الحمدللہ! مسلمان جس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، اس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتکریم اور عزت وحرمت کو بھی فرض گردانتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک جس طرح کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تنقیص سے کفر لازم آتا ہے، اسی طرح کسی نبی پر نازل شدہ کتاب یا صحیفے کے انکار، توہین یا تنقیص سے بھی آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جائے کہ متعصب، متشدد اور مذہبی تنگ نظر مسلمان ہیں یا مغرب؟

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸/اپریل ۲۰۱۲ء)

ختم نبوت کی حقیقت واہمیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے شاگرد رشید، جامع مسجد باب الاسلام گولیمار کے امام وخطیب، استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی مدظلہ نے گزشتہ دنوں مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ اتحاد ٹاؤن کراچی میں ”ختم نبوت کی حقیقت و اہمیت“ کے موضوع پر بیان فرمایا، جسے مولوی فخر الدین نے قلم بند کیا۔ ہم اسے قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ (ادارہ)

اللہ رب العالمین کا احسانِ عظیم:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ جل شانہ نے اپنے آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عطا فرمائے، یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے، اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا“... اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گننے لگو تو گن نہ سکو گے اور اتنی نعمتیں ہیں کہ ہم ان کا شکر ادا بھی نہیں کرسکتے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا، لیکن جب آخری نبی ہم کو عطا فرمائے تو فرمایا: لقد من اللہ ... اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا: اے اللہ! احسان کیا ہے؟ فرمایا: ”ہم نے ایمان والوں کو ایک عظیم الشان رسول عطا فرمادیا۔“

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے کتنا تعلق تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی خاطر بنائی، اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو پیدا نہ فرماتے تو کچھ بھی نہ بناتے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

صحابہ کرامؓ کے اعمال کا اجر:

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل کے اجر کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا، جبکہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! اگر میرے صحابی ایک مٹھی جَو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور تم لوگوں میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس صحابیؓ کا اجر تم سے زیادہ ہوگا۔“

ایک مٹھی جَو کتنے کی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے نبی کے پاس بیٹھنے والا صحابی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جَو کی مٹھی صدقہ دے اور ہم اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں، اُحد پہاڑ تو میل لمبا ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کتنی ہوگی، جن کے پاس بیٹھنے والے صحابہؓ پر یہ اثر ہوا ہے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت نماز کا پوری امت کی نمازیں مقابلہ نہیں کرسکتیں ان میں جو اخلاص تھا وہ اتنا عظیم اور بلند و بالا تھا کہ کوئی بھی اس اخلاص کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

خاتم النبیین کا مطلب:

اس کے بعد فرمایا: ”و خاتم النبیین“... اور نبیوں پر مہر ہیں... آپ نے کبھی دیکھا ہوگا کہ خط لکھا جاتا ہے تو آخر میں جاکر مہر لگائی جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ مہر لگ گئی، اب اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی اضافہ کرے گا تو اضافہ جعلی سمجھا جائے گا، اگر مہر کے بعد اضافہ کیا جائے تو مہر دوبارہ لگائی جائے گی، اگر مہر دوبارہ نہیں لگائی گئی تو جعلی ہے، اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔

عہد نبوت کا مسیلمہ کذاب:

صحابہ کرامؓ اس مسئلہ کو بخوبی جانتے اور سمجھتے تھے، جتنا صحابہ کرامؓ نے خصوصاً حضرت ابوبکرؓ نے اس مسئلے کو سمجھا اتنا کوئی بھی نہیں سمجھ سکا، جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کے دو آدمی آئے کہنے لگے: جی آپ بھی نبی، ہمارا نبی (مسیلمہ کذاب) بھی نبی۔ آپ اس کا کلمہ پڑھیں وہ آپ کا کلمہ پڑھیں، آپ اپنی اذان میں اس کا نام لیں وہ اپنی اذان میں آپ کا نام لے تاکہ صلح صفائی رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے چھوٹا سا تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ: ”میں اس کو اپنی نبوت میں اس قدر بھی شریک نہ کروں گا۔“ مزید فرمایا: ”اگر کسی آنے والے وفد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کردیتا۔“ گویا وہ مرتد ہوگئے اور مرتد کی سزا قتل کے علاوہ کچھ نہیں، حضرت ابوبکرؓ نے اس فتنے پر اتنی توجہ کی کہ شاید کوئی اور نہ کرتا، گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعے دنیا کو یہ سبق دیا کہ: لوگو! اگر اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر تمہیں جانیں دینی پڑیں تو جانیں دے دینا، لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حرف نہ آنے دینا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اور حضرت امیر شریعتؒ:

کہتے ہیں کہ جب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی تو لاہور اس کا مرکز تھا اور ختم نبوت کا نعرہ لگانا بھی جرم تھا، ہوتا یہ تھا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا نعرہ لگاتے تھے اور جان دے دیتے تھے، ایک وقت میں کئی کئی آدمی صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا نعرہ لگایا شہید ہوئے ہیں، کچھ عرصہ بعد حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فیصل آباد میں تقریر کر رہے تھے، تقریر کے درمیان کسی نے حضرت کو پرچی دے دی، جس میں لکھا تھا کہ جتنے لوگ اس تحریک میں شہید ہوگئے ہیں، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جتنی جانیں گئی ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کہتے ہیں کہ شاہ جیؒ کو یہ پرچی پڑھنے کے بعد اتنا جوش آیا کہ سر سے ٹوپی اتارنے کے بعد یہ فرمایا کہ: لوگو! مجھ سے پوچھا جا رہا ہے کہ ان کی جانوں کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا جواب کون دے گا؟ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں آج بھی اس کا ذمہ دار ہوں اور کل قیامت کو بھی اس کا ذمہ دار ہوں گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور انشاء اللہ ان سب کو لے کر جنت میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ کہوں گا: اے اللہ! ان لوگوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر جان دی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ ختم نبوت کے مسئلہ میں بہت حساس تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا درد عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ ختم نبوت کے بہت سے رضا کار گرفتار ہوئے، اب ان کو جیل لے جایا جا رہا تھا، تلاشی ہو رہی تھی، سب کو لائن میں کھڑا کر کے تلاشی لی جا رہی تھی، جیل کا قاعدہ یہ ہے کہ جیل کے اندر آپ کوئی روپے پیسے نہیں لے جا سکتے، حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے لکھا ہے کہ شاہ صاحبؒ کے پاس پیسے تھے، شاہ صاحب نے یہ حیلہ کیا کہ وہ پیسے رومال میں باندھ دیئے اور اپنے کندھے پر لٹکا دیئے اور لائن میں لگ گئے، اب تلاشی لیتے لیتے انگریز افسر شاہ صاحب کے پاس پہنچا، شاہ صاحب نے رومال کندھے سے اتار کر ساتھ والے کے کندھے پر ڈال دیا اور تلاشی دے دی کچھ بھی نہیں نکلا، پھر رومال لے کر اپنے کندھے پر ڈال دیا، رقم کافی ساری تھی، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ رقم بچ گئی، اب اندر ساتھیوں کو کہنے لگے: تم کہتے ہو کہ عطاء اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ اس رقم کی خاطر یہ حیلہ میں نے کیوں کیا؟ فرمایا: "مجھے صرف یہ خوف تھا کہ ختم نبوت کے رضا کار نوجوان ہوتے ہیں، کوئی حقے سگریٹ کے نشے میں یہ نہ کہہ دے کہ میں آئندہ اس تحریک میں شریک نہ ہوں گا، پیسے میں نے اس لئے رکھے ہیں تا کہ ان کی ضرورت پوری ہوتی رہے، کوئی معافی نہ مانگے جیل سے باہر آنے کے لئے۔" ایک موقع پر شاہ صاحبؒ کو ملتان میں ہتھکڑیاں لگا کر پیدل لے جایا جا رہا تھا، کسی نے دیکھا تو رو پڑا، فرمایا: "یہ خالہ جی کا گھر نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے، اس لئے عطا اللہ جو تکلیف برداشت کرنی پڑی برداشت کرے گا، لیکن معافی کبھی نہیں مانگے گا۔"

حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ:

حضرت سیّد انور شاہ کشمیریؒ کو ختم نبوت کے مسئلہ میں بہت فکر تھی حالانکہ وہ پڑھنے پڑھانے والے آدمی تھے لیکن جب دیکھا کہ فتنہ قادیانیت مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے تو حضرت اس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ بہاولپور میں مرزائیوں کے خلاف مقدمہ چلا، اس میں مولانا صادقؒ نے رائے دی کہ حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ کو بلایا جائے، حضرتؒ کا بیان عدالت میں کروایا جائے تا کہ عدالت صحیح فیصلہ کر سکے تو حضرت کو خط لکھا یا تار بھیجا کہ حضرت! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنا بیان یہاں ریکارڈ کروائیں، اب دیوبند (انڈیا) کہاں؟ بہاولپور کہاں؟ حضرت نے جواب دیا: میں بیمار ہوں بواسیر کی مجھے تکلیف ہے اور پتہ نہیں کب میرا آخری وقت ہو لیکن چونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر مجھے بلایا گیا ہے میں ضرور حاضر ہوں گا، چنانچہ حاضر ہوئے اور بیان دیا۔ اس کے بعد حضرت دارالعلوم تشریف لے گئے، کچھ دن ہی گزرے تھے کہ انتقال ہوگیا۔ آخری وقت کے بارے میں لکھا ہے کہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ میری چارپائی اٹھا کر دارالعلوم کے صحن میں لے جایئے، بڑے بڑے علماء شاگرد ہیں، چارپائی اٹھا کر دارالعلوم کے صحن میں لے گئے، وہاں سب طلبا اور بڑے علماء جمع ہوگئے، حضرت نے فرمایا: میں بالکل آخری حالت میں ہوں، پتا نہیں میری موت کب آجائے، میں نے دنیا بھر کی تاریخ کا مطالعہ کیا، میرے نزدیک قادیانیت سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔ یہ امت کا سب سے بڑا فتنہ ہے، جو اس فتنے کو مٹانے کے لئے کام کرے گا کل اللہ کے حضور میں اس کی سفارش کروں گا اور کہوں گا، اے اللہ! تیرے نبی کی خاطر اس نے محنت کی۔

میرے دوستو! حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر ہمارے اکابر علماء دیوبند تک کی پوری تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ واقعی ختم نبوت کا مسئلہ ایسا ہی ہے، یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔ اس لئے اللہ ہمیں توفیق دے، ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہوں، ختم نبوت کی خاطر کچھ نہ کچھ قربان کرنے والے ہوں، تا کہ کل قیامت میں ختم نبوت کی خاطر کام کرنے والوں کی صف میں ہم بھی شامل ہوں، اللہ ہم سب کو ایسا ہی کردے اور ہم سب کی کوتاہیوں کو معاف کردے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

انسانی زندگی کی تشکیل میں

سیرت نبوی کا حصہ

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

گزشتہ سے پیوستہ

عجیب بات ہے کہ اسلام کو محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو بدنام کیا گیا ہے وہ خواتین ہی کے ذریعہ، عورتوں ہی کے ذریعہ عورت کی حق تلفیوں کو بیان کیا گیا ہے کہ اسلام عورت کی حق تلفی کرتا ہے، ہم شاید اس طرح سے پیش نہیں کرسکے کہ ہم ان ذرائع، ان وسائل کو کام میں لاکر کے دنیا کے سامنے روبرو کرسکیں، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ سکیں کہ اسلام ہی ہے جو خواتین کو عزت دیتا ہے، خواتین کو ہم عزت دیتے ہیں، اسلام ان کو مقام دیتا ہے، انجیل میں تلاش کیجئے! کوئی سورۃ ہے ان کے پاس جو خواتین کے نام سے ہو؟ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ابدی پیغام ہے، سرمدی پیغام ہے، اللہ رب العزت نے پوری سورۃ نازل فرمائی ''سورۃ النساء'' خواتین کے نام سے ہے، اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہوسکتا ہے؟ سورۃ الرجال قرآن پاک میں نہیں ہے، قرآن پاک کے اندر چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں اور ایک سو چودہ سورتیں ہیں، ان میں ایک سورۃ ایسی نہیں کہ جو یہ کہا جائے کہ سورۃ الرجال ہے۔

''سورۂ نساء'' ایک بڑی سورۃ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر بیان کیا ہے خواتین کے مسئلے کو اور یہی نہیں بلکہ ایک چھوٹی سورۃ بھی اللہ رب العزت نے عطا فرمادی جوان کا مخصوص مسئلہ ہے، اجتماعی زندگی کے اندر، سماجی زندگی کے اندر جو حقوق ہوتے ہیں، باہم جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اگر باہمی اختلافات ہیں تو سورۂ طلاق بھی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جن کے بارے میں کہا: ''لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی'' ''بیٹا، بیٹی جیسا نہیں ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت ہوتی ہے، ان کی والدہ محترمہ نے نذر مان رکھی ہے کہ بیٹے کی ولادت ہوگی تو میں اس کو وقف کردوں گی اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے، لیکن بیٹی پیدا ہوئی، آپ کہہ رہی ہیں: ''اے اللہ! میں نے تو یہ مانی تھی ''نَذَرْتُ لَکَ'' ''تیرے لئے نذر مانی تھی۔'' لیکن کیا کہتیں، بچی پیدا ہوگئی، اندازہ لگایئے کہ مسیحی یا یہودی سماج کے اندر عورت کو کس نظر سے دیکھا جارہا تھا؟ عورت اس لائق نہیں سمجھی جارہی تھی کہ وہ چرچ کے اندر جائے یا دیر کے اندر وہ خدمت کرسکے، عبادت کرسکے، یہ مریم علیہا السلام وہ ہیں جن پر اللہ رب العزت کی خاص عنایت ہے، خاص رحمت ہے اور جن کا اظہار کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواتین میں حضرت مریمؑ ہیں کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو شیطان نے ان کو زخم نہیں کیا، شیطان جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو آکر ان کو چٹکی لیتا ہے اور اس کی بنا پر بچہ روتا ہے، چیخ مارتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کی اس حرکت سے محفوظ فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، میرا شیطان بھی ہے، وہ تابع ہوگیا ہے، فرمانبردار ہوگیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو یہ اعزاز عطا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار فرمایا، اس سے اندازہ لگایئے کہ اگر عورت (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں باعزت نہ ہوتی تو اس امتیاز کا تذکرہ آپؐ نہ فرماتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا۔

آپ غور کیجئے آیت میراث پر، میراث کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا حکم آیا، تم مردوں کو کتنا ملے گا؟ اللہ نے معیار کس کو بنایا؟ مرد کو نہیں بنایا، بیٹے کو نہیں بنایا ہے، کس کو بنایا؟ بیٹی کو بنایا:

''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ

لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ'' (النساء)

اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے تعلق سے، قرآن کریم میں میراث کے بارے میں وصیت ہے کہ بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر ملے گا، معیار بیٹا نہیں، بیٹی ہے، شریعت نے دو بیٹیوں کو معیار بنایا، اگر دو بیٹیاں ہیں تو ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر پائے گا تو معیار بیٹی کو بنایا۔

اب یہ اگر کسی کو اشکال پیدا ہو کہ بیٹے اور بیٹی میں فرق کیا ہے؟ شریعت میں بیٹے کو دوہرا حصہ ہے اور بیٹی کو ایک حصہ ہے تو حقیقت یہ ہے کہ بیٹی کے لئے مختلف ذرائع ہیں، بیٹی! بیٹی کی حیثیت سے میراث پاتی ہے، بیٹی! بیوی کی حیثیت سے میراث پاتی ہے، بیٹی! ماں کی حیثیت سے میراث پاتی ہے، تین اس کے پاس ذرائع ہیں اور بیٹا ایک ہی پاتا ہے اور بیٹی پر ذمہ داریاں بھی نہیں ہیں، بیٹی پر گھر چلانے کی ذمہ داری نہیں، ماں کے اوپر گھر چلانے کی ذمہ داری نہیں، بیوی کے اوپر گھر چلانے کی ذمہ داری نہیں، بیماری، دوا علاج

کی ذمہ داری کس کے اوپر ہے؟ شوہر کے اُوپر، بیٹی کا لحاظ باپ کو کرنا ہے اور ماں ہونے کی صورت میں بیٹے کریں گے، اگر بیٹے نے کوئی کوتاہی کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں گرفت ہوگی، کیونکہ اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ماں کے پیروں کے نیچے ہے۔''

حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے، آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جنت میں میرا ''مصاحب'' کون ہوگا جو آج اس دنیا میں موجود ہو؟ رب کریم! اس کی تعیین فرمادی جائے، اللہ رب العزت نے کہا کہ بازار میں ایک چھوٹی سی دکان ہے، وہاں ایک نوجوان گوشت بیچتا ہے، وہ تمہارا مصاحب ہے، حضرت موسیٰ کوہ طور سے آئے، منڈی گئے، تلاش کرتے ہوئے گوشت فروخت کرنے والے نوجوان کی ایک چھوٹی سی دکان نظر آئی جو کہ ایک کونے میں تھی، وہ گوشت کاٹ رہا تھا، آپ کھڑے رہے، انتظار کرتے رہے۔

انتظار کرنے کے بعد جب اس نے اپنی دکان بڑھائی اور چلنے لگا تو اس کے پاس آ کر آپ نے کہا: میں ایک اجنبی ہوں، میں آج آپ کے گھر میں قیام کرنا چاہتا ہوں، مجھے کیا آپ مہمان بنا سکتے ہیں؟ اس نے کہا: بہت اچھی بات ہے، مہمان آئیں تو رحمت آتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے گھر گئے تو پورا گھر خالی تھا، اس نے کہا: میری ماں کمزور ہے، عمر دراز ہے، ان کو میں نے کھونٹی پر ٹانگ دیا ہے، اس لئے کہ یہ بیٹھ بھی نہیں سکتی، اپنا کوئی کام بھی نہیں کر سکتی، میرے گھر میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہے، میں نے شادی اس لئے نہیں کی کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوی کے آنے کے بعد بجائے خدمت ہونے کے کوئی اور مسئلہ کھڑا ہو جائے، اس عمر میں میں ان کی خدمت کرلوں، میں صبح جاتا ہوں تو ان کو کھلا پلا کر، اس لئے میں ان کو ٹانگ دیتا ہوں کہ کہیں ان کو چوہا کاٹ نہ دے، بلی پریشان نہ کرے تو اس لئے میں نے ایسا کیا، پھر اس نے گوشت ابالا، اس کا سوپ تیار کیا، اس کے بعد چمچ سے پلایا اپنی ماں کو، موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں، اس کے بعد پھر اس نے اپنی ماں کو لٹا دیا، پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا (وہ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں) کچھ پتہ ہے کہ تمہاری والدہ کیا کہہ رہی تھیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کچھ نہیں سنا، ہاں ان کے ہونٹ ہل رہے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے، اگر اللہ تعالیٰ سنائے تو چیونٹی کی ایک چال کی آواز بھی سنا دے اللہ کے لئے کوئی بعید نہیں، سنا دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری ماں اس وقت یہ دعا کر رہی تھی کہ: ''اے اللہ! میرے بیٹے کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصاحب بنادے، یہ ہے ماں کی دعا۔''

ماں کی خدمت کا صلہ یہ ماں کی طرف سے ہوتا ہے کہ جس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے تو یہ چیز ملتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت تو ماں کے پیروں کے نیچے ہے، لہٰذا اگر اولاد نے ماں کی قدر نہیں کی تو ظاہر ہے کہ جو چیز اس کے پیروں کے نیچے ہے، وہ کہاں اس کو نصیب ہو سکتی ہے اور باپ کے تعلق سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اوسط ابواب الجنۃ''... باپ جنت کا سب سے عمدہ دروازہ ہے... مین گیٹ کون ہے؟ باپ ہے، باپ کا تعلق جنت کے اعتبار سے ابواب الجنۃ قرار دیا گیا ہے، لہٰذا باپ کی بھی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اولاد کو اس مقام پر لے آئے کہ وہ ماں کے حق کو بھی سمجھے اور باپ کے حقوق سے بھی واقف ہو، اگر باپ نے اس کی رعایت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ وہ عطیہ، وہ تحفہ، وہ سوغات جو باپ کی طرف سے سب سے بہتر شکل میں اولاد کے لئے ہو سکتی ہے وہ اچھی تربیت ہے، اگر تربیت صحیح نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ باپ گردن زدنی کا مستحق ہوگا، پکڑا جائے گا، اگر کسی کی دیوار گر جائے تو صاحب مکان کی گرفت ہوتی ہے، اس سے جو نقصان ہوتا ہے اس کا وہ خود کفیل ہوتا ہے، ایک معمولی دیوار گرنے کے بعد جب وہ ذمہ دار ہے تو اولاد جیسی نعمت اللہ رب العزت نے عطا فرمائی ہے، اس کی فکر نہ کرے؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے رسول! نے فرمایا: ''ثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ ابدا'' تین حضرات تو ایسے ہیں جو جنت میں ہرگز نہیں جائیں گے، صحابہ کرامؓ نے سوال کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ ''قال الدیوث'' یہ ''الدیوث'' کون ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دیوث وہ ہے جو اپنے گھر کی فکر کرتا ہے، کھاتا بہت ہے، گھر میں فرنیچر کی فکر کرتا ہے، دواؤں کی فکر کرتا ہے، عمدہ قسم کی چیزیں لانے کی فکر کرتا ہے، کھلانے پلانے کی فکر کرتا ہے، لیکن ذہن سازی وہ نہیں کرتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جائے، اللہ کا مطیع بن جائے، اللہ کے حکموں پر چلنے والا بن جائے، اس کی فکر وہ نہیں کرتا ہے، دیوث وہ ہے جس کو اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ کون اس کے گھر میں آ رہا ہے؟ کون جا رہا ہے؟ حجاب رخصت ہو جائے، پردہ کا تذکرہ نہ رہے، بے حیائی، فحاشی ہونا ایک تصور بن جائے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ سناتے ہیں کہ یہ دنیا جو بھی آپ کو تمغۂ امتیاز عطا فرمائے، وہ امتیاز نہیں بلکہ وہ انہیار ہے، وہ کامیابی نہیں ہے، وہ ناکامی ہے، سیرت ہمارے سامنے کھڑے ہو کر کہتی ہے کہ وہ غلط ہے اور اسی سیرت کا سدابہار درخت ہے جو ہمیشہ ثمر لانے والا ہے اور ہمیشہ اس کے گل و بوٹے تر و تازہ ہیں۔

لہٰذا سیرت ہمیں بتا رہی ہے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا رہے ہیں، اس تناظر میں ہم غور کریں کہ ہم کہاں پر ہیں؟ کہاں پر کھڑے ہیں؟ کس چوراہے پر ہیں؟ کس کگار پر ہیں؟ کہاں گرتے چلے جا رہے ہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل سے

آقائے رسالت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا، جس میں آنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام تمنا کرتے رہے، عیسیٰ علیہ السلام مچل مچل کے بشارتیں سناتے رہے، آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی امت میں یہ موقع عطا فرمایا، امتی بنایا اور آج ہمارا حال کیا ہے کہ آپ کی سنت سے ہم روگرداں ہیں، آپ کی سیرت اور آپ کے طریقے سے ہم دور ہیں، کیونکہ ہم دوسروں کے طریقے اپنا رہے ہیں۔

سیرت اس لئے نہیں ہے کہ ہم صرف ذہنی طور پر آسودہ ہوجائیں، سیرت اس لئے ہے کہ ہمارے پیر کو ہمارے ہاتھ کو، ہماری نظر کو، ہماری زبان کو، ہماری سوچ کو، ہمارے شعور کو، احساس کو، ہماری صلاحیتوں کو اور استعداد کو صحیح راستے پر لگادے، جس سے منع فرمایا ہے اس سے رک جائیں۔

اے ایمان والو! لبیک کہو، قبول کرلو تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کو، ایسی پکار جس میں تمہاری زندگی کی کامیابی مضمر ہے، ناکامیوں سے تمہیں نکلنا ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو، اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک چیز کو محفوظ کردیا ہمارے لئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بولنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اور ناپسند، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجیحات، ساری چیزوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لئے ایک جگہ کردیا، ایک ایک چیز محفوظ ہے پھر اعلان ہوتا ہے:

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ“

ترجمہ: ”تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں، حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک۔“

آر ایس ایس کے بانی گرو گولوالکر نے بڑے افسوس کے ساتھ ایک بات کہی تھی، جب اس سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنی اس شاکھاؤں میں جو مناجات یا عبادات کرتے ہیں جو شاکھائیں ہیں تو آپ اس میں جھنڈا کیوں لگاتے ہیں اور اس کے سامنے کیوں کھڑے ہوتے ہیں، اس کو آئیڈیل کے طور پر کیوں تصور کرتے ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بغیر کوئی شاکھا آپ کی نہیں لگتی ہے، انہوں نے جو بات کہی وہ سننے کے قابل ہے، انہوں نے کہا:

”بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے ہندوستان کا المیہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں کوئی سماجی زندگی میں جب آگے آتا ہے تو ہم اس کو دیوتا بنالیتے ہیں، وہ یا تو دیوتا ہوجاتا ہے یا دیوی ہوجاتا ہے اور جب دیوتا یا دیوی ہوجائے تو عام انسان سے اس کی سطح بلند ہوگئی، وہ اب انسانوں میں رہا ہی نہیں، تو انسان کے لئے اس کی زندگی نمونہ کی نہیں ہوسکتی، ہم اس کی زندگی کو نمونہ نہیں بناسکتے ہیں، اس لئے کہ وہ تو دیوتا ہوگیا، تو ماورائے تصور وہ بہت کچھ کرسکتا ہے، لہٰذا ہمارے لئے وہ نمونہ نہیں، تو میں نے بہت تلاش کیا کہ کس کو ہم نمونہ بنائیں، ہر ایک کے ساتھ یہ چیز جڑی ہوئی ہے، لہٰذا میں نے تھک کے اس جھنڈے کو، اپنے اس تصور کو گویا اس میں سمیٹ کرکے رکھا اور یہ کہا کہ ہمارے لئے آئیڈیل ہے، کیسا افسوسناک منظر ہے یہ جھنڈا کسی کے گھر پر لگا ہوا ہو تو وہ اس کے لئے آئیڈیل ہوسکتا ہے؟ اس میں کسی کی موت واقع ہوجائے اور ہوا تیز چل رہی ہو اور جھنڈا لہرا رہا ہو، برابر میں موت واقع ہوگئی، کیا یہ آئیڈیل ہوسکتا ہے؟ لیکن آدمی تلاش کرتا ہے۔“

یہی بات رابندر ناتھ ٹیگور کے ساتھ بھی پیش آئی، رابندر ناتھ کے معاصر راجہ رام موہن رائے نے ایک تحریک تشکیل کی تھی، ایک نظام بنایا تھا، ایک سماجی زندگی کا خاکہ بنایا تھا، جس کو انہوں نے ”برہمو سماج“ (Barhamoo samai) کا نام دیا تھا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ کا فرانس کا سفر ہوا تھا، رابندر ناتھ ٹیگور بھی اس جہاز سے سفر کررہے تھے، ساتھ ہوگیا، ملاقات ہوگئی، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ان سے پوچھا:

”ٹیگور جی! راجہ رام موہن رائے نے جو برہمو سماج کی تشکیل تھی وہ فیل کیوں ہوگئی، ناکام کیوں ہوگئی؟ اس پر ٹیگور جی نے جو جواب دیا، وہ حقیقت پر مبنی ہے، رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا کہ ”برہمو سماج“ کی تشکیل میں تمام مذاہب وادیان کے قدروں کو میں نے سمیٹا تھا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کے اوپر عمل کرنے کے لئے نمونہ اور آئیڈیل ہمارے سامنے نہیں تھے، کوئی نمونہ کی شخصیت ہمارے سامنے نہیں تھی کہ کوئی آئیڈیل ہمارے پاس نہیں تھا لہٰذا ”برہمو سماج“ ہم نے بنایا ضرور تھا ناکام ہوگیا، کسی بھی کام کے لئے بغیر نمونہ کے کچھ نہیں ہوپاتا۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے نمونہ بنایا، لہٰذا ہم آج آپ کی زندگی میں کسی قسم کی کوئی چیز تلاش کریں، جو ہماری زندگی سے میل کھائے اور ہماری زندگی اس سے روشنی حاصل کرے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کو پاسکتے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں دو چیزیں جو بہت باوزن ہیں، چھوڑ کے جارہا ہوں: ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور اپنی سنت، اپنا طریقہ، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تین لوگ ہیں جو جنت میں نہیں جائیں گے: پہلا کون ہے؟ دیوث، جسے اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے گھر میں کون آرہا ہے کون جارہا ہے، کس قسم کی سیریز آرہی ہے، کس قسم کے ویڈیو کیسٹ آرہے ہیں اور انٹرنیٹ تو وہ ہے جس نے ساری دنیا کو ایک جگہ سمیٹ کررکھ دیا

ہے، اس سے کیا دیکھ رہے ہیں جو لاکھوں میں کماتا کروڑوں میں کھیلتا ہے، ارب پتی ہے وہ لیکن اس کی فکر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں سب سے بڑی نعمت اولاد ہے، ذرا آپ سوچئے گھر سونے چاندی سے بھرا ہو، مگر اولاد نہ ہو، اس عورت سے پوچھئے جس کی اولاد نہ ہو، اس کے دل پر کیا گزر جاتی ہے، ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو ایک باپ کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے کوئی اور چیز اس کو سکون نہیں دے سکتی اور اس کے تعلق سے وہ غافل ہے، اس کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اس کے مخاطب ہیں۔

دوسری چیز وہ عورت جو مردانہ ٹھاٹھ اختیار کرتی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے، چوٹیوں کو کٹوا دیتی ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے فرشتوں کو پیدا کیا ہے کہ فرشتوں کی تسبیح یہ ہے: پاک ہے وہ ذات جس نے مرد کو داڑھی سے زینت دی اور پاک ہے وہ ذات جس نے عورت کو چوٹی سے زینت دی، اس کی بنیاد پر وہ مقربان بارگاہ ہیں اللہ تبارک نے جنہیں یہ چیزیں دیں وہ کہاں تک اس کی قدر کر رہے ہیں، وہ سب ان کے سامنے ہیں، اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی ہیں کہ اگر عورت مردانی جوتی چپل پہن لے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی اس میں شامل ہے۔

اب بتائیں کہ جو عورتیں مردانہ لباس پہنتی ہیں اور باپ دیکھ کر خوش ہوتا ہے، سمجھتا ہے کہ ہائی، فائی کے لئے یہ ضروری ہے، آج کے ماحول میں اپنی اولاد کو اگر اس طرح ہم پیش نہیں کریں گے تو ہم گویا دوسرے سمجھے جائیں گے تو ٹھیک ہے کہ دنیا جو سمجھے: لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے کہ نہیں؟ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہمارے لئے ہے کہ نہیں اور اللہ کے رسول سے بڑھ کر رحمۃ للعالمین کون ہو سکتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں آج ہمارا وجود باقی ہے۔ انبیاء کی امتوں کو ختم کر دیا گیا، قوم ثمود کو برباد کر دیا، قوم نوح کو اللہ نے ڈبو دیا اور غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے ان کے ستر چنندہ ساتھی کوہ طور کی چوٹی پر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو رہے ہیں، لیکن انہوں نے ذرا سی گستاخی کی، ان بندوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت مانیں گے جب اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اسی وقت آسمان سے بجلی کڑکی، زمین میں ایسا دھماکا ہوا جس سے ان کا وجود ختم ہو گیا، نبی نے پھر دعا کی کہ اے اللہ! اگر ہلاک کرنا چاہتا تو گستاخیوں کی وجہ سے پہلے سے ہی ہلاک کر چکا ہوتا۔

آخر اس موقع پر نبی اپنی امت کے لئے بیتاب ہوتے ہیں اور وہ دعا کر رہے ہیں کہ ان گستاخیوں کو سامنے نہ لا۔ اے اللہ! اے پروردگار! دنیا اور آخرت میں ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہم آپ کی طرف رخ کر رہے ہیں، اللہ تبارک نے فرمایا: دیکھو! عذاب تو جس کو چاہوں گا، اس کو پہنچے گا، لیکن میری رحمت تو سب کے لئے عام ہے اور پھر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ میری رحمت تو عام ہے، میری رحمت تو سب کے لئے ہے: ”رحمتی وسعت کل شیء“

ان سب کے لئے جو نماز قائم کریں گے، جو زکوٰۃ ادا کریں گے اور جو ہمارے حکموں پر، ہماری نشانیوں پر ایمان رکھیں گے اور چوتھی چیز: ”الذین یتبعون الرسول النبی...اولئک ھم المفلحون“ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت ہے اور کہا گیا کہ ان پر ایمان لائیں گے، انبیاء نے اس عہد کی بنیاد پر اپنی امت کو بتایا اور امت انتظار میں رہی، یہاں تک کہ آج اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے اس نبی امی آخر الزماں کی اس امت میں پیدا کیا تو ہمارے اوپر کتنی بڑی ذمہ داری ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت جو مردانہ ٹھاٹ اختیار کرے، بے حجاب نکلے، اپنی عصمت کی وہ حفاظت نہ کرے، اپنی عزت کو وہ پامال کرے، اسے ایک خاص ساخت عطا فرمائی ہے، ایک خاص لباس اس کو عطا کیا، اس کو ایک پہچان عطا فرمائی اور اس کی وہ قدر نہ کرے۔

تیسرا وہ نوجوان ہے، جو شراب میں دھت ہے، شراب پینے والا ہے، اگر شراب کا ایک قطرہ جو زبان پر پڑ جائے تو حدیث میں آتا ہے کہ چالیس روز کی اس کی نماز مقبول نہیں ہوگی، چالیس روز کی نماز کا مطلب یہ ہے کہ چالیس روز کی نماز پڑھنے کا جو ثواب ملتا ہے وہ اجر و ثواب ایک قطرہ شراب کے گناہ کو دھو نہیں سکتا، گویا چالیس روز تک اس نے نماز ہی نہ پڑھی۔

آج اس میں ہمارا سماج ڈوبتا چلا جا رہا ہے کہ نہیں؟ آج سیرت پکار کر کہہ رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے سامنے آ رہی ہے اور ہم اس سے آنکھیں بند کئے چلے جا رہے ہیں، لہٰذا ایسے وقت میں جب دنیا ہمیں متہم کر رہی ہے، ہمیں اپنے اقوال، اپنے افعال، اپنے اخلاق، اپنی کارگزاری اور اپنی سرگرمیوں کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور کردار کو نمایاں کرنا چاہئے، ہم آگے آئیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دولت سے ہمیں نوازا ہے تو ہم کو اس کا کچھ حق ادا کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے آئینہ میں دوسروں کی تصویریں اس میں دکھائی جائیں، نمایاں کی جائیں کہ دیکھو اپنی تصویر کو، تو یہ ذمہ داری بہت اہم ہے اور اس کے لئے ہمیں آگے بڑھتے رہنا چاہئے، اللہ رب العزت کا تو یہ وعدہ ہے کہ اس نے اپنے دین کو اتارا ہے، بھیجا ہے اور یہ دین حق غالب ہو کر رہے گا، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر گواہ ہے اور اس کی شہادت دے رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو توفیق سے نوازے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

اسلام کا موثر ترین تعزیری نظام

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

گزشتہ سے پیوستہ

اسلام سزاؤں کے نفاذ میں تین مقاصد پیش نظر رکھتا ہے اور اس کا یہ حکم ہے کہ سزا اسی طرح دی جائے کہ تینوں مقاصد پیش نظر رہیں، پہلا مقصد تو مجرم سے اس کے جرم کا بدلہ اور اس کی زیادتی کا اسے مزا چکھانا ہے جو اس نے دوسرے شخص یا معاشرہ کے ساتھ کی ہے، دوسرا مقصد اسے اعادۂ جرم سے باز رکھنا ہے، تیسرا مقصد اس سزا کو دوسروں کے لئے باعث عبرت بنانا ہے، اسی لئے قرآن کریم نے اعلانیہ سزا دینے کا حکم دیا ہے:

”ولیشھد عذابھما طائفۃ من المومنین۔“ (النور:۲)

ترجمہ:”اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔“

یہ حکم ہر سزا کے لئے عام ہے، اعلانیہ سزا کے مذکورہ فوائد کے سوا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں سزا دینے والے افراد بے جا رعایت یا بے جا سختی کی جرأت کم ہی کرسکیں گے۔

یہاں یہ امر بھی بے حد قابل توجہ ہے کہ اسلام میں سزاؤں کا تصور سراسر خیر خواہی پر مبنی ہے نہ کہ بدخواہی پر، عداوت کا کوئی محرک اس سزا میں نہیں ہوتا، اسلامی سزاؤں میں اصل محرک و داعی صرف مجرم کی ”تطہیر“ کا جذبہ ہوتا ہے تاکہ جرم کے اندر ملوث ہونے سے اس کے قلب و روح میں سما جانے والی نجاست اور گندگی سزا کے ذریعہ صاف اور دور کردی جائے اور وہ آخرت کی دردناک سزا سے نجات پاجائے، کیونکہ اصلی عدالت آخرت کی ہے، دنیا کی عدالت میں جرم چھپالیا بھی جائے تو آخرت کی عدالت اسے بالکل بے نقاب کردے گی، اسلامی سزا آخرت کی ذلت سے بچانا چاہتی ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے:

”ان گناہوں میں سے کسی گناہ کی نجاست اگر کسی کو لگ گئی اور دنیا ہی میں اس کی سزا بھی اسے دے دی گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوجائے گی، لیکن اگر اس کا گناہ چھپا رہ گیا تو پھر معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے۔“

روایات میں آتا ہے کہ ایک بار ایک چور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، اس نے ایک شملہ چرایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ مجھے نہیں لگتا کہ اس نے چوری کی ہوگی، چور نے خود آگے آکر کہا کہ میں نے چوری کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اقرار کو قبول کرکے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ کر پھر میرے پاس لایا جائے، چنانچہ ہاتھ کاٹا گیا، پھر اسے لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے توبہ کا حکم دیا، اس نے توبہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تیری توبہ قبول کی۔

ایک بار ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر اونٹنی کی چوری کا اقرار کیا اور کہا کہ آپ مجھے پاک کردیں، آپ نے تحقیق کرائی جرم ثابت ہوا، پھر آپ کے حکم پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا، ہاتھ کٹنے کے بعد اس نے کہا:

”خدا کا شکر ہے، اس نے مجھے پاک کردیا ہے۔“

پھر اپنے ہاتھ کو خطاب کرکے کہا کہ: تو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتا تھا، اللہ نے مجھ کو تجھ سے بچالیا۔

حضرت ماعز اسلمیؓ جن کو زنا کے جرم میں اقرار وثبوت کے بعد سنگسار کیا گیا تھا، ان کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ماعز کے لئے دعا مانگو، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری قوم پر تقسیم کردی جائے تو سب کے لئے کافی ہوجائے۔ حضرت غامدیہؓ کو بھی رجم کی سزا دی گئی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ اس زانیہ کی نماز پڑھا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان توبہ تقسیم کردی جائے تو سب کے لئے بس ہوجائے اور اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کی راہ میں نچھاور کردی؟۔“ (صحیح مسلم)

ان واقعات سے پورے طور پر واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام جرائم کے سدباب کے ساتھ ہی مجرموں میں اعلیٰ ترین اخلاقی شعور پیدا کرتا ہے اور

سزا پاکر پاک ہوجانے والے افراد کو عزت عطا
کرتا ہے، انہیں معاشرہ میں قابل احترام فرد کی
حیثیت دیتا ہے۔

پھر اسلام سزاؤں میں حالات، اوقات، مجرم
کی صورت حال وغیرہ کو بھی ملحوظ رکھتا ہے، جنگ کے
زمانہ میں سزائیں نافذ نہیں ہوتیں، قحط کے عالم میں
چوری کرنے والا قابل سزا نہیں ہوتا، چور کے حالات
یہ ثابت کریں کہ وہ چوری پر مجبور تھا تو بھی وہ مستحق
رعایت قرار پاتا ہے، اسلام حقیقتاً ارتکاب جرم پر مجبور
اور بلا مجبور مرتکب جرم میں فرق کرتا ہے، اسی لئے
شادی شدہ زانی کی سزا رجم اور غیر شادی شدہ زانی کو
سزا کوڑے ہیں، قحط کی وجہ سے پریشان شخص کی چوری
اور فراخی و وسعت کے عالم میں چوری کرنے والے
کی چوری کو یکساں نہیں قرار دیا گیا ہے۔

پورے عہد خلفائے راشدین میں جو تقریباً ۳
دہوں پر محیط رہا ہے صرف چار بار یہ حد نافذ کی گئی ہے
اور اس کے نتیجہ میں عرب کا وہ علاقہ جہاں لوٹ مار،
چوری و غارتگری اور قتل و خون کا سلسلہ بڑا تیز رو تھا
یکا یک پرامن ہوگیا اور صرف چار ہاتھوں کے کٹنے
سے نہ جانے کتنی جانیں محفوظ رہیں۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

''اور چور خواہ عورت ہو یا مرد،
دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا
بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا،
اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا
وبینا ہے۔'' (المائدہ:۳۸)

اسلام نے افراد اور جماعت دونوں کے لئے
امن وامان اور سکون خاطر کا جو کامل ترین بہترین نظام
قائم کیا ہے چور اس میں رخنہ ڈالتا ہے اور ساری فضا کو
درہم برہم کرنا چاہتا ہے، اس لئے اس پر حد کی سزا
اللہ تعالیٰ نے آیت میں اپنی صفت عزیز لاکر
یہ یاد دلا دیا کہ وہی حاکم مطلق ہے، وہ جس جرم کی جو
سزا چاہے مقرر کردے، کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں
پہنچتا اور صفت حکیم سے اس طرف اشارہ کردیا کہ اس
کا کوئی سا بھی حکم حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں
ہوتا، اس لئے اس نے چوری کی بھی سزا وہی مقرر کی
ہے جو فرد اور جماعت دونوں کی مصلحتوں کے عین
مطابق ہے۔

رہزنی، مسلح اور منظم قسم کی چوری ہے جو برملا
انجام دی جاتی ہے اور انسانی مال کے ساتھ جان وآبرو
بھی اس کے خطرات کی زد پر ہوتے ہیں، یہی وجہ
ہے کہ اسلام نے رہزنی کو اللہ ورسول سے جنگ قرار
دیا ہے، رہزنی میں کبھی جانی و مالی دونوں طرح کے
نقصانات سامنے آتے ہیں، کبھی صرف جانی نقصان
ہی ہوتا ہے، کبھی محض مالی ضرر ہوتا اور کبھی جان و مال
سب محفوظ رہتے ہیں مگر رہزنی کی واردات سے لوگوں
کا امن وچین اڑ جاتا ہے اور ان پر خوف وہراس کا عالم
طاری ہوجاتا ہے، رہزنی کے ان متنوع مرحلوں کے
لحاظ سے اس کی متنوع سزائیں قرآن کریم نے بیان
کی ہیں، وہ فرماتا ہے:

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و
دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں،
ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر
چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں
مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ
جلاوطن کردیے جائیں، یہ ذلت ورسوائی تو
ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں
ان کے لئے اس سے بڑی سزا ہے۔''
(المائدہ:۳۳)

رہزن اگر صرف قتل کریں اور مال لینے کی
نوبت نہ آئے تو ان کی سزا قتل ہے اور اگر رہزنی میں
قتل وغارت دونوں کا ارتکاب ہو تو سزا سولی ہے اور
اگر صرف مال لوٹا ہو اور قتل نہ کیا ہو تو داہنا ہاتھ اور
بایاں پیر کاٹا جائے گا اور اگر قتل بھی نہ کیا ہو اور مال بھی
نہ لوٹ سکے ہوں، صرف قصد و اقدام کیا ہو کہ گرفتار
ہوگئے ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ ملک بدر کردیے
جائیں، ملک بدر کئے جانے کا ایک مطلب تو جلاوطنی
ہے، دوسرا مطلب قید خانہ میں محبوس کیا جانا ہے، دوسرا
مطلب قابل ترجیح ہے، پانچویں صورت یہ ہے کہ
رہزن کسی کو صرف زخمی کرکے چھوڑ دیں، اس کا حکم
عام زخمیوں کی طرح قصاص وضمان کا ہوگا۔

اب جو حضرات حدود اسلام کو حقوق انسان
کے منافی تصور کرتے ہیں اور بڑے شد و مد سے
پروپیگنڈے کرتے ہیں انہیں اس طرف بھی دھیان
دینا چاہئے کہ شریعت اسلامی نے حدود شرعیہ کی
تنفیذ کے لئے اپنے مقرر کردہ ضابطہ کے بالکل
مطابق جرم کی تکمیل اور اس کے ثبوت کی بھی ایسی
تکمیل کی شرط عائد کردی ہے جس میں شبہ کا ادنیٰ سا
احتمال بھی باقی نہ رہے، یہ شریعت اسلامی کی حکمت
ہے کہ وہاں اگر ایک طرف جرائم کی سخت سزائیں
مقرر ہیں تو دوسری طرف تنفیذ حدود میں بے حد
احتیاط بھی ملحوظ ہے، حدود میں شہادت کا ضابطہ ا
معیار بھی معاملات کے ضابطہ شہادت سے مختلف
اور محتاط ہے، جس میں تھوڑی سی کمی سے بھی شرعی حد
تعزیر منتقل ہوجاتی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے حدود
شرعیہ کی تنفیذ کی نوبت بہت کم ہی آتی ہے، ہاں
جب کبھی جرم کی تکمیل کے ساتھ ثبوت بھی مکمل
ہوجائیں تو پھر حدود نافذ ہوتی ہیں اور یہ عبرتناک
سزائیں بہت عرصہ تک لوگوں کے دل و دماغ پر اپنی
ہیبت مسلط کردیتی ہیں جس کے نتیجہ میں امن عام کو
فروغ اور جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔

☆☆......☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام لاہور اور پھالیہ میں

ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت کانفرنس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شالامار باغ کے بالمقابل باغبانپورہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس کا آغاز حضرت مفتی محمد حسن کی دعا اور قاری ظہور الحق کی تلاوت سے ہوا۔ نعت محمد نعیم متعلم جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد اور عبیداللہ انور نے پیش کی۔ مولانا ضیاء الدین آزاد ماموں کانجن، مولانا امجد سعید لاہور اور جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جناب فرید احمد پراچہ، مجلس سرگودھا کے مبلغ مولانا محمد خالد عابد اور مجلس شیخوپورہ کے مبلغ مولانا محمد ریاض کے خطابات ہوئے۔ صدارت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کی۔ دوسری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ تلاوت سید لبیب احمد شاہ نے کی۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کی۔ نعت عبداللہ نفیس نے پیش کی۔ افتتاحی اور خیر مقدمی کلمات قاری جمیل الرحمن اختر نے کہے۔ قاری علیم الدین شاکر خطیب جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری چھرہ، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فضل الرحیم نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالشکور ربانی اتحاد اہل سنت پاکستان لاہور، مولانا اسامہ رضوان لاہور، مولانا محمد اسماعیل محمدی رانا ٹاؤن لاہور کے خطابات ہوئے۔

جمعیت علمائے اسلام (س) کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے دارالعلوم دیوبند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو قادیانیت کے مقابلہ میں عظیم کردار ادا کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے ملک بھر میں قادیانیت سے تائب ہونے والوں کی تفصیلات بیان کیں۔ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کی تجدید کا اعلان کیا۔ جمعیت علماء پاکستان کے ناظم اعلیٰ قاری زوار بہادر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں مل کر تحریک چلائی تھی۔ آئندہ بھی ضرورت پڑی تو اس سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ اسمبلی کے اندر اور باہر لادینی قوتوں کا مقابلہ کیا جائے گا۔ مرکزی انجمن خدام الدین کے امیر میاں محمد اجمل قادری نے اپنے دادا مولانا احمد علی لاہوریؒ والد مولانا عبیداللہ انورؒ کے کردار کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ دینی مدارس تحریک ختم نبوت کی چھاؤنیاں ہیں۔ آئندہ بھی کردار ادا کرتے رہیں گے۔ حافظ زبیر احمد ظہیر نے کہا کہ ہمارے آباؤاجداد مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، میر ابراہیم سیالکوٹیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے قادیانیت کے مقابلہ پر جرأت مندانہ کردار ادا کیا۔ آئندہ بھی اسے برقرار رکھا جائے گا۔ شاعر ختم نبوت سید سلیمان گیلانی نے نعت و نظم سے مجمع کو گرمائے رکھا۔

مولانا محمد یعقوب نے گڑھی شاہو میں قادیانیوں کی عبادت گاہ سے کلمہ طیبہ محفوظ کرنے اور جمعہ کے روز قادیانیوں کی طرف سے روڈ بلاک کرنے کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ کلمہ طیبہ کو محفوظ کیا جائے اور جمعہ کے روز سڑکیں کھلی رکھی جائیں۔

مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ حکومت قرارداد پر عمل نہیں کرے گی تو ہم شعائر اسلامی کے تحفظ پر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا محمد قاسم گجر نے ''سنو لوگو ایک کہانی، ایک تھا مرزا قادیانی'' سنا کر مجمع سے خوب داد حاصل کی۔ مولانا خالد محمود نے قراردادیں پیش کیں۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر مولانا مفتی کفایت اللہ نے مجمع کو کھڑا کرکے عہد لیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

کانفرنس رات تین بجے تک جاری رہی۔ لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ سیاچن گلیشیر میں برف کے تودہ میں دب کر وفات پانے والے فوجیوں، اسلام آباد کے قریب بھوجا ائیرلائنز کے طیارہ میں شہید ہونے والے علماء کرام سمیت تمام مسلمانوں، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی حمید اللہ خان سابق ایم

این اے کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور متذکرہ بالا تمام مسلم عوام کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس پھالیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پائلٹ سیکنڈری سکول کے گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں تحریک چلا کر حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا گیا تھا۔ آج مولانا فضل الرحمن اور مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی قیادت میں کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

خیبر پختونخوا اسمبلی کے ممبر مولانا مفتی کفایت اللہ نے کہا کہ اگر مسلمانان پنجاب ہمت وجرأت سے کام لیں تو حکمران خلاف اسلام کوئی حرکت نہیں کرسکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماء مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ کسی قادیانی ماں نے بچہ نہیں جنا جو مرزا قادیانی کو شریف انسان ثابت کرسکے۔ قادیانی لٹریچر کی رو سے مرزا قادیانی زانی، شرابی، حرام مال کھانے والا انسان تھا۔ کوئی زانی، شرابی اور حرام خور اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ حکمرانوں کی بے حسی، لاقانونیت کی وجہ سے قادیانی اور دوسرے لوگ آئے روز اہانت رسول کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ اگر حکمرانوں نے قانون پر عمل درآمد کیا تو مسلمان اپنے ہاتھوں سے ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے۔ اہل سنت والجماعت کے رہنما مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ قادیانی اگر صدق دل سے قادیانیت سے توبہ تائب ہوجائیں تو ہم انہیں سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنماء مولانا محمد یحییٰ رندھاوا نے کہا کہ قادیانیت کے فتنہ کے آغاز ہی سے پوری ملت اس کے خلاف متحد ومتفق چلی آرہی ہے۔ اہلحدیثوں کا بچہ بچہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے حکم پر اپنے خون کا آخری قطرہ پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ اتحاد اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے رہنما قادیانیت پر اتمام حجت کرچکے۔ مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ قادیانیت کے کفر کو ننگا کیا جاچکا ہے اور آئندہ بھی انہیں ہر میدان میں شکست فاش دی جائے گی۔ جماعت اسلامی کے رہنماء محمد انور گوندل نے کہا کہ ختم نبوت کے مسئلہ میں خیر القرون سے لے کر اب تک بھی دورائے نہیں ہوئیں۔ جماعت اسلامی کے کارکن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالشکور رضوی نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بریلوی مکتب فکر کے لوگوں نے علامہ شاہ احمد نورانیؒ، علامہ عبدالستار نیازیؒ کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا تھا اور آج بھی ناموس رسالت کی حفاظت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمارا بچہ بچہ قربانی کے لئے حاضر ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ نے کہا کہ تحریک ختم نبوت میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت درخواستیؒ، حضرت دین پوریؒ، حضرت امروٹیؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ جیسے مشائخ نے عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں اور آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی کے علمی جانشین استاذ القراء حضرت قاری محمد یٰسین فیصل آبادی نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ قادیانی ہوش کے ناخن لیں اور ملکی آئین وقانون کی پابندی اختیار کریں۔ اگر قادیانیوں نے اپنی روش نہ بدلی تو مسلمانان پاکستان ایسی تحریک چلانے پر مجبور ہوجائیں گے جو ان کے ارتداد اور اس کی شرعی سزا کے نفاذ کا فیصلہ کراکے دم لے گی۔ خانقاہ مدنیہ اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی ارشد الحسینی نے کہا کہ قادیانیت کے دن گنے جاچکے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب قادیانیت خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیر لگ چکا ہے۔ الحمدللہ قادیانی دھڑا دھڑ اسلام قبول کررہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ روئے زمین پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ کانفرنس سے مقامی علماء کرام مولانا مفتی صفدر حسین، مولانا مفتی منیر احمد، قاری عبدالواحد، مولانا محمد قاسم کے علاوہ مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری ابوبکر صدیق جہلم، قاری خالق داد دینہ، قاری احسان اللہ گجرات، میجر ذوالفقار گوندل، ایم پی اے مولانا محمد ریاض سواتی گوجرانوالہ، مولانا قاری احسان الحق شاہ، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کراچی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مولانا محمد ایوب خان ثاقب ڈسکہ، علامہ محمد ممتاز کلیار گوجرانوالہ، مولانا محمد عمر عثمانی گجرات، قاری جمیل الرحمن اختر لاہور، فخر عمر حیات لالیکا سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی اور مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆ ....☆☆

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، دنیاپور

مولانا محمد قاسم رحمانی

۱۱ اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عشاء دنیا پور شفی خان ہوٹل کے وسیع وعریض لان میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، پنڈال کو خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا، دنیا پور کے تمام دینی مدارس کے منتظمین نے کانفرنس کی تیاری کے لئے دن رات ایک کر دیا الحمدللہ کانفرنس بہت کامیاب ہوئی۔

اسٹیج پر دیوبندی، اہلحدیث مکاتب فکر کے نامور علماء کرام تشریف فرما تھے، یہ نظارہ دیکھ کر گویا اسٹیج اتحاد کا منظر پیش کر رہا تھا، صدارت محدث دوراں حکیم العصر شیخ الحدیث امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کی، ہر خطیب کی گفتگو، انداز گفتگو مختلف مگر عنوان تحفظ ختم نبوت تھا، اسٹیج سے عوام الناس کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا درس دیا جا رہا تھا تو عوام الناس عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جان، مال، آل اولاد عزت، آبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت آبرو کے تحفظ کے لئے قربان کرنے کا وعدہ کر رہے تھے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، یہ سعادت استاذ القراء جناب قاری محمد امین صاحب کے حصہ میں آئی، ملک عزیز پاکستان کے نامور نعت خواں جناب حافظ محمد ابوبکر صاحب تشریف لائے ہوئے تھے، ان سے پہلے جامعہ علی المرتضیٰ کے طلباء نے تلاوت اور نعتیہ کلام پیش کیا پھر حافظ محمد ابوبکر صاحب نے ہدیہ نعت پیش کر کے مجمع کو گرما دیا، پنڈال ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔

ہدیہ نعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی نے ''محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضا'' کے عنوان سے بیان کیا، مولانا رحمانی نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک ایسا معیار قائم کیا، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی، یمامہ کے میدان میں بارہ سو جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قیامت تک آنے والی امت کو یہ درس دیا کہ اگر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان دینے کا، بچے یتیم کرنے کا، گھربار قربان کرانے کا وقت آئے تو سب کچھ قربان کرا دینا مگر باوفا نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی نہ کرنا اسی میں دنیا آخرت کی کامیابی ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے یہی سبق ملتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی روایات پر چلتے ہوئے ہر دشمن رسول کا مقابلہ کریں خواہ وہ مرزائی ہو یا یہودی، عیسائی ہو یا گوہر شاہی، مولانا رحمانی نے کہا کہ ختم نبوت کا ہر رضا کار عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے رہنما حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ اتحاد امت کا درس دیا ہے، جس کی زندہ مثال آج کا یہ اسٹیج پیش کر رہا ہے، مجلس نے ہمیشہ جوڑ کا کام کیا ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء عوام الناس مل کر دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کریں۔ مولانا ساقی نے کہا کہ میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں، ہم ان کو سینہ سے لگانے کے لئے تیار ہیں، مولانا نے کہا کہ باغی بیٹے کو ماں باپ معاف نہیں کرتے اور صلح نہیں تو باوفا نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے صلح نہیں ہو سکے گی اور کوئی رعایت نہ ہوگی۔

یادگار اسلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے فرمایا کہ تمام کفریہ طاقتیں اکٹھی ہو کر خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی ہوں، مرزائی ہوں، گوہر شاہی ہوں، ہندو ہوں، سکھ ہوں جمع ہو کر مسلمان کی کتاب قرآن مجید، مدارس، مساجد، دینی مراکز کے خلاف دن رات سازشیں تیار کر کے اسلام اور اہل اسلام کو مغلوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تسبیح کا دھاگا ٹوٹ جائے اور موتی ایک ایک کر کے گر جاتے ہیں، اسی طرح قرب قیامت میں فتنے پھوٹیں گے، ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور ہر باطل فتنہ کا مقابلہ کرتی رہے گی اور کوئی باطل فرقہ اس کو مغلوب نہیں کر سکے گا۔ حضرت ناظم اعلیٰ نے فرمایا کہ ہر جرم کی سزا قرآن و حدیث میں موجود ہے، نبوت کے باغی کی سزا یہ ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو

پاک کردیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کے دور سے لے کر آج تک اور آج کے بعد قیامت تک ہر باغی نبوت، باغیٔ اسلام کا تعاقب ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر باطل فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

تحریک منہاج القرآن کے نمائندہ جناب نصیر احمد بابر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بعد میں بنایا پہلے اپنے محبوب خاتم الانبیاء کو پیدا کیا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس وقت قبول ہوگی جب محبوب خدا سے محبت ہوگی، ہم ختم نبوت کے اکابرین کے ساتھ ہیں کندھے سے کندھا ملا کر ہر فتنہ کا مقابلہ کریں گے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے جان بھی قربان کردیں گے۔

• متحدہ جمعیت اہلحدیث کے روح رواں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے علمی جانشین جناب مولانا سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تعصب کی دیوار کو گرادیا ہے۔ مجلس کے پلیٹ فارم سے ہمیشہ اتحاد امت کا درس ملا ہے، میں اپنی جماعت کی طرف سے مجلس کے اکابرین کو یقین دلاتا ہوں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مال کچھ نہیں، ہم اپنی اولاد، ماں باپ اپنی جان قربان کردیں گے، ہم صحابہ کرامؓ کی روایات کے امین ہیں، ہمیں ہمارے اکابرین نے یہی درس دیا ہے، کٹ جاؤ مگر کسی باطل کے سامنے نہیں جھکو، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اکابرین ختم نبوت کو جو پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانیاں پیش کررہے ہیں۔

جماعت اسلامی دنیا پور کے رہنما چوہدری محمد رمضان نے کہا کہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی عالمی جماعت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، جنہوں نے ہمیشہ پُرامن طریقہ سے ہر فتنہ کا مقابلہ کیا ہے، جتنی تحریکیں چلی ہیں عالمی مجلس نے امت مسلمہ کو متحد کرکے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ میں جماعت اسلامی دنیا پور کی طرف سے عالمی مجلس کے اکابرین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنی جماعت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن من دھن سب کچھ قربان کردیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد اسامہ رضوان نے کہا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا صدقہ ہیں، عقیدۂ ختم نبوت اساس دین ہے، دینی مدارس مساجد، خانقاہیں، تبلیغ جہاد، اتحاد امت یہ سب ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ میں تمام دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اپنے محلّہ میں یونٹ بنائیں اور تحفظ ختم نبوت کا کام اُخروی نجات کا ذریعہ سمجھ کر کریں اور مقامی دفتر ختم نبوت سے رابطہ رکھیں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا ہر چیز کے چار دور ہوتے ہیں، ابتداءً عروج زوال اور خاتمہ، فتنۂ قادیانیت کی ابتداءً ہوئی پھر عروج اور پھر زوال کی طرف یہ فتنہ گامزن ہوا اور انشاء اللہ اس کے خاتمہ کا وقت آپہنچا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اس وقت پاکستان میں قادیانیت کی جڑیں اکھڑ چکی ہیں، قادیانیت کے پوپ اپنی آنکھوں سے قادیانیت کا شیرازہ بکھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں قادیانی، مرزائیت پر لعنت بھیج کر حلقۂ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ چنگا بنگیال، سرائے نورنگ، جہلم کے قریب محمود آباد پیلو وینس ٹبی قیصرانی کے علاقہ میں سینکڑوں افراد پر مشتمل کئی گھرانے مسلمان ہوچکے ہیں۔ دنیا پور کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں، مسلمان ہوجائیں، میں سینہ سے لگانے کے لئے تیار ہوں مولانا نے فرمایا کہ کنری، تھرپارکر، گجرات کے علاقوں میں قادیانیت کا زور ٹوٹ چکا ہے، عنقریب فتنۂ قادیانیت کا خاتمہ ہوجائے گا۔

کانفرنس کے آخری خطیب حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ ایم این اے خیبر پختونخواہ تھے۔ مولانا نے اپنے بیان میں کہا یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا تھا، اس کے چپڑاسی سے لے کر صدر، وزیراعظم تک ہر آدمی مسلمان ہے لیکن ہمیں پھر بھی تحفظ ختم نبوت کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل کرانے کے لئے اجتماعات کرنے پڑتے ہیں۔ آخر کیوں؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ کے لئے حکومت وقت سے بھیک مانگیں اب ہم حکومت سے بھیک نہیں مانگیں گے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحریک میں دس ہزار نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیں سبق دیا کہ گردنیں کٹوا دینا، مگر اس مسئلہ پر کسی سے مصالحت نہ کرنا، ہم اپنی اولاد ماں باپ رشتہ دار عزیز واقارب قربان کرسکتے ہیں، کسی دشمن رسول سے نرمی نہیں کرسکتے، حضرت مفتی صاحب نے دنیا پور کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دی کہ دنیا، آخرت کی بہتری اسی میں ہے کہ تم مسلمان ہوجاؤ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں تبلیغ دین کا کام کررہی ہے، میں پوری امت مسلمہ سے اپیل کرتا ہوں، اکابرین ختم نبوت کے شانہ بشانہ تحفظ ختم نبوت کا کام کریں۔ اسٹیج پر امیر ختم نبوت ضلع لودھراں مولانا محمد میاں، مولانا مفتی محمد اقبال، مولانا محمد اسحاق ساقی موجود تھے۔ مفتی کفایت اللہ نے تمام علماء، عوام الناس سے کہا کہ تمام دوست اپنے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اتحادی زنجیر بنائیں کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری محمد اکرم نے سر انجام دیئے۔ کانفرنس رات تین بجے مولانا مفتی کفایت اللہ کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کے چند پہلو!

سیف الرحمٰن سیفی

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا جزو:

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ کر کہا: ''اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو'' میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کو [illegible] اموال دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ چاہیں طلب فرمائیں ہم ادا کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ: شہادت دو، اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء و رسل کا ختم کرنے والا ہوں (اس اقرار و ایمان کے بدلے میں) زید کو تمہارے ساتھ کردوں گا۔'' (مستدرک حاکم، ص:۴۱۷، ج:۳)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ ختم نبوت کو کلمۂ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔

''ختم نبوت کا منکر ہونا یا اللہ کے علاوہ کسی کو خدا پکارنا دونوں کفر میں برابر ہیں۔'' (قادیانی شبہات کے جوابات، ج:اول)

ابن حازم رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''الفصل'' میں ج:۳، ص:۲۴۹ پر فرماتے ہیں:

''جو شخص کسی خاص انسان کو کہے وہ اللہ ہے، یا اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے جسم میں اللہ کے حلول کرنے کو مانتا ہو یا علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل ہو، ایسے شخص کو کافر کہنے میں کوئی دو مسلمان بھی اختلاف نہیں کرسکتے، اس لئے کہ ان میں سے ہر عقیدہ کے باطل ہونے اور کفر ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے''

آگے ابن حزم اسی کتاب ''الفصل'' ج:۴، ص:۱۸۰ پر فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا قول: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' اور احادیث صحیحہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ''لا نبی بعدی'' سن لینے کے بعد کوئی مسلمان کیسے جرأت کرسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو نبی نہ مانے؟ (اکفار الملحدین)

عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے:

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص کسی بھی ایسے امر کا انکار کرے جس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے نزدیک ''مجمع علیہ'' ہے، وہ کافر ہے اور نصوص شرعیہ سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ یا اس کے کسی بھی فرشتے یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی یا قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا دین کے فرائض میں سے کسی بھی فرض کے ساتھ حجت واضح ہوجانے کے بعد جان بوجھ کر استہزاء کرے وہ کافر ہے اور جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی نبی مانے وہ بھی کافر ہے۔ (الفصل، ص:۲۵۵)

اسی طرح ''الاشباہ والنظائر'' ص:۲۹۶ میں ہے: ''جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، غرض ایمان کے لئے کلمہ کی طرح ختم نبوت کا اقرار بھی ضروری ہے۔''

عقیدۂ ختم نبوت پر ہی نبی سے عہد:

علامہ محمود آلوسی بغدادی ''روح المعانی'' میں آیت کریمہ ''واذا اخذنا میثاقهم'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے ایک دوسرے کی تصدیق کرنے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا (اپنی اپنی امت میں) اعلان کرنے پر اور رسول اللہ کے اس اعلان پر کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، عہد و پیمان لیا ہے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی طرح ختم نبوت پر بھی ایمان لانے کا تمام نبیوں سے عہد لیا گیا ہے۔

(اکفار الملحدین، ص:۳۳۷)

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ